رجسٹرڈ سی ۳۷۸

بلغ ما انزل الیک من ربک

الا المودۃ فی القربیٰ

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلیے ہے

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

قیمت سالانہ

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب ملک مظفر یزدان صاحب ۲ جناب لالہ مہدی شاہ صاحب از سنگھاپور میزان عہ ۵۲
میزان سابق سمر ۴۵ میزان کل سمالہ بعد تحریر نمبر ۱ منشی سید شریف حسین صاحب ۲ میزان کل ۔

کتبخانہ محمدی ۔ اس کتبخانہ کی بنیاد مظفری یتیمخانہ کے ساتھ ہوئی تھی جسکی غرض یہ تھی کہ قدیم کتابیں جو ضائع ہوتی ہیں وہ یہاں آکر ایک مفید صورت میں رکھی جائیں جس سے مومنین مستفید ہوں مگر افسوس قوم نے توجہ نہ کی ۔ اور جن حضرات نے توجہ کی انکی رسید شائع کر چکا ہوں ۔ ابھی حسب ذیل کتب بطور عطیہ جناب امتیاز حسین صاحب رئیس آرہ دوسر رشتہ جہیرہ سے آئی ہیں جسکی فہرست مع شکریہ ۵ میں شائع ہو چکی ہے ۔

ہمدرد قوم جناب سید مہر کاظم صاحب و وزیر ناظم صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور نے کتب عنایت فرمائی تھیں جسکی رسید اصلاح جلد ۳ میں شائع ہو چکی مگر حساب ورسکا باقی تھا کہ کون کونسی کتابیں اس عطیہ سے منگائی گئیں ۔ کیونکہ اصلی غرض اعانت دفتر اور بالا اون کتابوں کا منگانا جن سے دفتر کو نفع ہو لہذا بکمال شکریہ آج فہرست اوسکی شائع کیجاتی ہے ضرورت ہے کہ روسائے قوم اس پر توجہ فرمائیں ۔
تفسیر بیضاوی ۔ تفسیر خازن ۔ دلیل الحیران ۔ الانس المعنوی ۔ طبقات المدلسین ۔ الجواب الصحیح لابن تیمیہ ۔ تلبیس ابلیس ۔ المستصفیٰ للغزالی ۔ عینی علی الکنز ۔ المحصل للرازی ۔ الصلوۃ لاحمد ۔ خصائص نسائی ۔ بلغۃ السالک فی فقہ مالک ۔ مجلد اللؤلؤ المرصوع ۔ تمییز الطیب من الخبیث ۔ سیوطی ۔ تاریخ ابوالفدا ۔ فتوح البلدان ۔ اختلاف الفقہا ۔ تہذیب التہذیب جلد اول ۔ صارم مسلول ۔ فتاوی احمدیہ ۔ محصول ڈاک میزان کل

ایک بیوہ کی فریاد ایک غریب مومنہ کے یتیم لڑکی کی نسبت مقرر ہو گئی ہے مگر عسرت سے انجام نہیں کر سکتی عقد کی امداد اپنے برادران ایمانی سے چاہتی ہے از موضع پورہ بار محمد مومنین موفقین بذریعہ شیخ حامد حسین صاحب رئیس نظام آباد ضلع اعظم گڑھ عنایت فرمائیں ۔

قطعہ تاریخ رحلت جناب حجۃ الاسلام حاجی ملا حسین بن ملا خلیل طاب ثراہ اکبر مجتہدین نجف اشرف از سید محمد یونس حسین صاحب یونس زید پوری ۔ حیف از صدمہ ہم راہی جنت گردید ۔ اعظم مجتہدین نجف ان قدسی خو

نامش از اسم نبی ۔ لفظ حسین است عیان ۔ صیت علم و عملش رفت بعالم ہر سو
زد رقم واقعہ و سال وفاتش یونس ۔ جانب خلد شد از مسجد سہلہ حق جو ۔

شیعہ کانفرنس منعقدہ ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ دسمبر میں ایک جلسہ خاص حافظان قرآن شیعہ مذہب کا بھی ہو گا لہذا جہاں جہاں حفاظ قرآن شیعہ مذہب ہوں وہ تشریف لائیں کانفرنس کے مہمان ہونگے اور بطور ممبر وزیٹر بھی شریک کانفرنس بھی ہو سکینگے ۔ ایکہفتہ قبل تشریف آوری سے مطلع فرمائیں ۔

ازیں قبل وصول جناب مولانا سید مہدی شاہ صاحب میزان سابق عہ میزان کل ہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

ضروری عرض

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ھنأکم اللہ عید الضحی وعید الغدیر وعید المباھلہ
الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اصلاح کا گیارھوان سال بخیر وخوبی تمام ہوا۔ تحریر کی متانت اور تہذیب کی رعایت نے مخالفین کو بھی مجبور کیا کہ اقرار کرین۔ اصلاح اب ہر طرح کے مذاہب پاک ہر سنی شیعہ وہابی نیچری سب اسے نظر شوق سے دیکھتے ہین والحمد للہ۔

سال آیندہ انشاء اللہ اسمین اور جہانتک ممکن ہوگا ترقی کیجائیگی اور ایسے عمدہ عمدہ مضامین آپکی نظر سے گذرینگے کہ ہزارون کتاب کے اولٹنے پر بھی وہ مضامین نہ مل سکین
تنقید نجاتی کا سلسلہ بھی پہلے ہی نمبر سے شروع کردیا جائیگا اور انشاء اللہ اسی سال مین اسکو ختم کردیا جائیگا
اب میری صرف تین درخواستین ہین جنمین سے ایک کا قبول کرنا ضروری ہے

(۱) اس نمبر کے پہونچنے پر اگر سال آیندہ کی خریداری منظور ہو تو اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین
(۲) اگر کسیوجہ سے توقف ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ میرا چندہ فلان وقت پہونچے گا۔
(۳) اگر خدانخواستہ کسیوجہ سے آیندہ اصلاح سے علیحدگی منظور ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین مگر ہر حال مین نمبر خریداری ضرور تحریر ہو۔

اگر آپنے اس تحریر پر توجہ نہ فرمائی تو ۱۰ ذیحجہ کے بعد انعامی رسالہ

ارسال الیدین

(یعنی ہاتھہ کہول کے نماز پڑھنا لا رسالہ)

بذریعہ وی پی عام طور سے ہر شخص کے پاس روانہ ہوگا۔ اسکے علاوہ کوئی اطلاع نہ دیجائیگی چونکہ اصلاح کا

سال تمام ہوگیا اگرچہ وہ کسی مہینہ مین خریدار ہوں کبھی چندہ عنایت فرمائین کیونکہ اصلاح کا سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذیحجہ مین تمام۔ لہذا ہر شخص کا حساب باقی ہوگیا دفتر کو پیشگی مطالبہ کا حق حاصل ہے

رسید اصلاح پرنٹنگ کمپنی

( ) جناب حاجی حکیم سید حمزہ علی صاحب امین منصفی چندوسی ضلع مراد آباد ۴ حصہ	منصفی	عہ
بقیہ جناب جولدار سید مہدی شاہ صاحب توپخانہ جنگی ۲۵ جزیرہ سنگاپور ۱ حصہ	"	صہ

بشارت اور مبارکباد

بشارت تو اسکی ہے کہ ہم جس گورنمنٹ کے ظل عاطفت مین بسر کر رہے ہین یہ نعمت صرف ہم ہندوستانیوں کو حاصل ہے لہذا تمام مومنین پر شکر خداوند عالم لازم ہے اور اس گورنمنٹ کی خیرخواہی سب پر واجب مبارکباد اسپر ہے کہ ہم مین قومی احساس کا مادہ آچلا ہے۔ اور اپنی ضرورتوں کو سمجھنے لگے جسمین سب سے پہلے قدم ڈالنے والا اصلاح ہے۔ گو اوسے نہ کسیطرح کا مالی نفع ہوا بلکہ خسارہ۔ نہ کسیطرح کا نام و نمود منظور تھا نہ کسیطرح کی آسایش جو قومی کام مین ناممکن بھی ہے۔ مگر جو قومی کام اسنے کیا اور جس جانکاہی سے اپنے فرائض کو اسنے انجام دیا۔ وہ کسی سے مخفی بھی نہین ہے۔ لہذا اس خاص قومی کام کے متعلق کچھ مجھے عرض کرنا ضروری ہے جسکا نام اصلاح پرنٹنگ کمپنی ہے۔

اسکی تحریک اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ پندرہ روزہ بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۲۵ سے شروع ہوئی۔ اور نمبر ۲۱ و ۲۲ ماہ ذیقعدہ مین کچھ قواعد و ضوابط بطور کلیات شایع کیے گئے نمبر ۲۳ و ۲۴ بابت ماہ ذیحجہ مین چند تحریرین اسکے اسلوب مین شایع ہوین۔ اور اس کثرت سے مومنین نے وعدے کیے کہ مجھے بھی اوسپر توقع کامل ہو گئی چنانچہ اون حضرات کے اسمای گرامی بھی درج ہوے جنہوں نے مستحکم وعدے فرمائے تھے۔ مگر افسوس کہ ایفا اوسکا نہوا اور جن جن حضرات نے امیدین دلائی تھین اونہوں نے آخر مین نہایت خاموشی سے کام لیا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ میرے قلب کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اصلاح پندرہ روزہ کا تلخ تجربہ بھی ہو چکا تھا کہ ابتدا مین مومنین نے کسطرح توجہ کی اور آخر نتیجہ کیا ہوا۔

مگر خداوند عالم نے مجھے مایوس نہ ہونے دیا۔ بلکہ کچھ ایسے اشخاص کو اسپر مستعد و آمادہ کیا کہ دفتر کو بعض سے کسی قسم کا تعارف بھی نہ تھا اور بعضوں سے صرف اسقدر تعارف تھا کہ وہ ایک معمولی خریدار اصلاح کے تھے جنسے کبھی خط و کتابت کی نوبت آئی نہ اور کسی قسم کے ذاتی رسم و راہ تھے اور وہ حضرات

آجتک ساکت ہی ہیں جنہوں نے بڑی بڑی امیدیں دلائی تھیں اور بڑی بڑی رقموں کا وعدہ کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ عام طور سے یہ سال مومنین پر نہایت سخت گذرا۔ کوئی فصل مناسب نہ ہوئی خشک سالی قحط سے نہایت پریشان رہے مگر یہ سب آفات ارضی و سماوی وغیرہ انکو بھی پیش رہے جنہیں اونہوں نے کام کیا اور کرتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ یہ فکر اہل باطل کو ہوتی ہیں اہل حق کو نہیں ہوتیں۔ انکو اپنی مقصد کا یقین ایسا پختہ ہے کہ پھر کسی تردد کی ضرورت ہی نہیں۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انکے یقین اور بصیرت کو اور زیادہ کرے مگر عمل کے ساتھ کیونکہ بے عمل علم مفید ہو نہ ایمان بغیر اسکے حاصل ہو سکتا ہے۔

لہذا میں اون مومنین بالیقین اور معاونین دین کے اسمائے گرامی سے دوبارہ اپنے رسالہ کو مزین کرتا ہوں جنہوں نے اسوقت تک اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی حصہ داری منظور فرمائی اور اپنے حصہ کا روپیہ دفتر اصلاح میں داخل کیا۔

اسمائے حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی

نمبر شمار	اسمائے حصہ داران	حصص	رقم
۱	جناب سید اشرف حسین صاحب ہیڈ ماسٹر سیدپور	لہ	عہ
۲	جناب سید مظفر حسین صاحب اسسٹنٹ انجینئر ...	لہ	عہ
۳	جناب فقیر محمد صاحب ... ڈیرہ	لہ	عہ
۴	جناب منشی مظفر مہدی صاحب زمیندار ...	لہ	عہ
۵	جناب آغا مرزا محمد جواد صاحب شیرازی ...	لہ	نصفی
۶	جناب شیخ سید محبوب علی صاحب ... لاہور	لہ	عہ
۷	جناب قاضی سید رضا حسین صاحب ...	لہ	نصفی
۸	جناب منشی امانت علی صاحب ...	لہ	عہ
۹	جناب سید الطاف حسین صاحب ...	لہ	عہ
۱۰	جناب عاشق حسین صاحب ...	لہ	عہ
۱۱	جناب سید محمد جعفر صاحب ...	لہ	نصفی
۱۲	جناب ... باقر بیگ صاحب ... آباد	۵	عہ
۱۳	جناب مرزا محمد مظفر و مرزا محمد حمید صاحب	۲	عہ
۱۴	جناب ... النساء بیگم صاحبہ ...	لہ	عہ
۱۵	جناب مرزا ... حسین صاحب	لہ	عہ
۱۶	جناب میر سید محمد صاحب بی اے ...	لہ	نصفی
۱۷	جناب سید ... علی شاہ صاحب کلرک ...	لہ	عہ
۱۸	جناب ... مظفر ... صاحب ...	لہ	عہ
۱۹	جناب قاضی میر ہدایت حسین صاحب ...	لہ	نصفی
۲۰	جناب احمد میاں ... صاحب ... بمبئی	۵ حصہ	صہ
۲۱	جناب سید علی ... صاحب شاہ گنج آگرہ	لہ	عہ
۲۲	جناب ... حسین صاحب ...	لہ	عہ
۲۳	جناب ... حسین صاحب ...	لہ	عہ
۲۴	جناب محمد یوسف خان صاحب ...	لہ	نصفی

اگرچہ اس اعتبار سے کہ چھ دہ مہینہ کی تحریروں پر صرف پچیسواں حصہ سرمایہ کا فراہم ہوا میں کوئی خوشی نہیں کر سکتا کیونکہ اس سرمایہ سے نہ مشین اسکی جسکے لئے پانچ ہزار درکار ہے نہ کاغذ و چھپائی اسکا جسکے لئے پانچ ہزار تخمین کیا گیا تھا اور پندرہ ہزار سرمایہ محفوظ قرار دیا گیا تھا۔

مگر یہ امر کیا کم باعث مسرت ہے کہ قوم نے میری آواز سنی۔ اور میرے درد دل پر توجہ کی۔ اپنی ضرورت محسوس کی۔ اور ایک عام خیال پیدا ہوا جس سے امید ہے کہ آیندہ ہم ضرور کامیاب ہونگے ؎

کیا آپ نہیں جانتے روپیہ کیسا عزیز ہے۔ اور وہ اسطرح اوس دفتر کو دیدیا گیا جسکی عمر روتے ہی بسر ہوئی نہ کبھی وقت پر پرچہ شایع ہوا نہ خوش انتظامی دکھائی گئی۔ پھر ایسے پرچہ کو جسے **دیوالیہ** کہنا زیادہ زیبا ہے اس مقدار کا دیدینا کچھ کم مسرت خیز ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ یہ سب حصے اون برادران ایمانی کے ہیں جنکے ساتھ نہ ابتدا میں لفظ راجہ ہے نہ لفظ نواب نہ آخر میں لفظ رئیس۔ بلکہ چند متوسط الحال ہیں اور اکثر فقرا و غربا جو اپنے مستقبل زمانہ کا کوئی سہارا نہیں رکھتے مگر درد دین اور حمیت اسلامی نے اونکو ایسا جوش دلایا کہ نہایت جوش دل سے وہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے حصہ دار بنے اور اوس مال کو جس سے وہ اپنے اطفال خوردسال کی پرورش کرتے داخل سرمایہ کمپنی کیا۔

کس امید پر ہے کہ مذہب حق کی وہ نایاب کتابیں شایع ہوں جنکی اشاعت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید شایع ہو جسکی ایک مدت سے آرزو ہے۔ ترجمہ و شرح **نہج البلاغہ** دیکھیں جسکی بیحد تمنا ہے۔

اے خدا اب تو مدد کر کہ ان غریبوں کی آرزو پوری ہو۔ اور دل کی تمنائیں بر آئیں۔

خداوندا تو مجھے قوم کا خائن نہ بنانا مجھے اونسے شرمندہ نہ کرنا۔ جلد سرخ روئی کا سامان کر کہ کتابیں مذہب حق کی شایع ہوں اور یہ لوگ اوس سے مستفید ہوں۔ اور دینی و دنیوی منافع حاصل ہوں

آہ میں کس زبان سے کہوں اور کس قلم سے لکھوں کہ اس قلیل سرمایہ سے میں کیا کر سکتا ہوں اور کیونکر ان مقاصد مہمہ کو انجام دے سکتا ہوں

کبھی تو یہ دل میں آتا ہے کہ ہر شخص کی امانت اوس تک پہونچا دوں کہ موت و حیات کا اعتبار نہیں کیا ہو کیا نہ ہو۔ کبھی یہ دل میں آتا ہے کہ اس قلیل سرمایہ سے کچھ کام شروع کروں۔

پہلے خیال کا یہ اثر ہوگا کہ قوم بالکل مایوس ہو جائیگی کہ جس اصلاح کو آج گیارہ برس ہو گئے

جب اوس سے بھی ایک قومی کمپنی نہ قایم ہو سکی تو دوسرا کون ہی جسپر قوم کو اعتماد ہو۔

دوسرے خیال مین یہ خرابی ہے کہ اگر کوئی بڑی کتاب شروع کرتا ہون تو کتاب بھی ناتمام رہیگی اور یہ قلیل سرمایہ بھی صرف ہو جاویگا پھر اس قابل بھی نہ رہونگا کہ قوم سے کہسکون اپنی امانت واپس لیلے۔ کیونکہ وہ ناقص کتاب تو ردی کے کام کی ہوگی نہ اس قابل کہ کوئی اوسکو کتاب سمجھے۔

لہذا مدت سے تجویز ہوا کہ چند مختصر رسائل مثل تاریخ الاذان حصہ اول و دوم و تصحیح تاریخ وغیرہ ابھی شایع کیجاوین مگر اس اندازہ سے کہ کم سے کم نصف سرمایہ محفوظ رہے کہ اگر قوم اپنے مال کا مطالبہ کرے تو زیادہ دقت نہو۔

چنانچہ اسی بنیاد پر تاریخ الاذان حصہ اول شایع کیا گیا جو پہلے اصلاح جلد سوم و چہارم کے ساتھ شایع ہوا تھا۔ اور حصہ دوم زیر طبع ہے جو بالکل تصنیف جدید ہے اور مدت سے قوم کو اسکا اشتیاق ہے۔

اب مجھے امید ہے کہ جن جن حضرات نے اس کمپنی میں شرکت کا وعدہ کیا تھا۔ وہ خود بھی توجہ کرینگے اور اپنے احباب کو بھی اسپر آمادہ کرینگے خصوصاً جن حضرات سے نصف حصہ وصول ہو چکا ہے انکو تو جلد اس کار خیر کیطرف توجہ کرنا چاہیے خدا و عالم کا ارشاد ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوی

مظفری یتیمخانہ فنڈ

اس فنڈ کی ابتدا ۱۳۲۲ھ جلد ۸ اصلاح سے کی گئی قواعد و ضوابط اسکے شایع ہو چکے قوم کی توجہ سے اسوقت تک سمالہ اس فنڈ مین جمع ہی چندبار قوم سے اپیل کیگئی کہ اب یہ سرمایہ مجھسے لیلیا جائے اس امانت بہت عظیم بار ہے۔ مگر نہ قوم نے مجھے اس سے سبکدوش کیا نہ اتنا سرمایہ فراہم ہوا کہ یتیم خانہ قائم کرون۔ یہ صحیح ہے کہ میرا اسمین نقصان کیا ہے مگر حیات و ممات کا کیا اعتبار ہے۔ زمانہ کی حالت معلوم لہذا اب مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ سال آیندہ مین کچھ اسکا انتظام کیا جاے۔ انجمن رضویہ پٹنہ کے ذریعہ سے کچھ سامان کیا جائیگا۔ کیونکہ جب ایسے رسال مین یہ رقم فراہم ہوئی تو ممکن ہے کہ کئی سال بعد پورے ہزار ہو جائین۔ مگر اس سے یتیمخانہ کیونکر قایم ہو سکتا ہے۔ پہلے کچھ قوم نے ہمت کی تھی اور بعض ماہوار کا وعدہ بھی ہوگیا تھا

مگر افسوس کہ جہان ہماری قوم کا کوئی وعدہ پورا نہین ہوتا وہان یہ وعدہ بھی اوسی طرح معرض التوا مین رہا۔

بعض احباب کی رای ہوتی ہے کہ اس مقدار سی کوئی جائداد خرید ی جاے جس سی ایک یا دو یتیم کو وظیفہ دیا جائے مگر اس مقدار مین بمشکل کوئی ایسی جائداد مل سکتی ہے جسکا سالانہ منافع ۱۲ عہ بھی ہو۔ پھر اوسکے انتظام مین بھی جو دقتین ہونگی ظاہر ہے لہذا یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم سے کچھ وظائف مقرر کئے جائین کہ کچھ یتیمونکی پرورش ہو۔

ہان تین مہینہ تک اور قوم کی راے کا انتظار کیا جائیگا کہ شاید کوئی مفید اور معقول تجویز نقل آیے کہ اوسپر عمل کرنیسے یتیمونکا کوئی نفع ہو۔ مگر افسوس یہ ہے کہ چند مرتبہ اسکے متعلق تحریکین کی گیئین مگر قوم نے اوسپر توجہ نہ کی کاش وہی حضرات متوجہ ہوتے جنہونے **ماہانہ** وظیفہ کا وعدہ کیا تھا کہ باقاعدہ انتظام ہوسکے۔

اپیل فنڈ

اسکی ابتدا مقدمات شیعہ وسنی لکھنؤ ۱۳۲۶ء سے ہوئی مبلغ ۔۔ اس فنڈ مین جمع ہے مگر افسوس اس سے بھی ابھی تک کوئی کام نہین لیا گیا۔ مگر ہان اس فنڈ کی ضرورت شدید ہے

ضرورت تنقید بخاری

پچھلے نمبر مین وعدہ کیا تھا کہ اس مضمون پر آیندہ نمبر مین کچھ لکھونگا اسلئے امید ہے کہ مومنین اس تحریر پر ضرور غور فرمائینگے اصل یہ ہے کہ اسکی ابتدا محض اس غرض سے ہوئی تھی کہ اہل اسلام کو رسول اللہ کی احادیث صحیحہ معلوم ہون کیونکہ شیعونکے یہان حدیثین آنحضرت کی بسند آئمہ اطہار علیہم السلام منقول ہین لہذا اونمین وضعیت کا گمان نہین کیونکہ قائل معصوم ناقل معصوم اگر کچھ خرابی ہوسکتی ہے تو رواۃ مین بخلاف حضرات اہلسنت کے کہ اونکے یہان ناقل ان روایات کے صحابہ ہین جنکے افعال و اقوال تمام عالم کو معلوم ہین کہ وہ کیسے ذات شریف تھے اور اسلامی دنیا مین جو فساد ہوا وہ انھی سے بہرحال اسی خیال سے تنقید بخاری کی ابتدا کیگئی تھی تاکہ احادیث صحیحہ رسول مقبول معلوم ہون اور فریقین مین اتحاد و اتفاق کو ترقی ہو قوم نے بھی ابتدا مین کچھ دلچسپی اس سے ظاہر کی کہ ایک مدت تک اسکا سلسلہ جاری رہا۔ مگر کچھ ایسے اسباب جمع ہوئے کہ ۔۔ جلد ۱۰ سے اسکا سلسلہ موقوف کردیا گیا جسپر اسقدر خطوط شکایت آئے کہ مجھے وعدہ کرنا پڑا کہ آیندہ جلد سے پھر اسکی ابتدا کیجائے۔

اسی عرصہ مین دوسری تفسیر فتح مبین کا سلسلہ قایم کیا گیا کیونکہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی پہلا ہی عدد
تھا اسلیئے نمونہ اسکا پیش کیا گیا جسپر بقدر اظہار مسرت کیا گیا کہ مین اوسکی تفصیل نہین عرض کر سکتا ۔
مگر مجھے سخت تشویش ہوئی کہ کیا کرون اگر سلسلہ تفسیر کو قایم رکہتا ہون تو اوسمین اشتغال کے بعد دوسرا کام نہین ہو سکتا
اور اوسکا ہنوز سرمایہ بھی نہین فراہم ہوا کیونکہ پچیس ہزار کا سرمایہ مطلوب ہے اور ہنوز ہزار کی رقم بھی پوری نہوئی
اور اودہر قوم نے تنقید بخاری کی نہایت گرمجوشی سے ضرورت ظاہر کی ۔ لہذا یہی ترجیح دیا گیا کہ تنقید بخاری کسیطرح پوری
کیجاے کیونکہ تفسیر ۔ تو بفضل خدا ہماری قوم مین ہر طرح کی موجود ہین ۔ عربی ۔ فارسی ۔ اردو اور اس کام کے
کرنے والے بھی بفضل خدا بہت ہین جو مجھسے نہایت احسن طریقہ پر انجام دے سکتے ہین ۔ بلکہ دیتے ہین ۔
بخلاف تنقید بخاری کے کہ آجتک اس ضرورت پر کسی نے توجہ نہ کی ۔ ہان کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین اسکی
چیدہ چیدہ روایتون پر بحث کیگئی تھی ۔ مگر بہت ہی کم روایتون سے بحث کیگئی ہے بخلاف تنقید بخاری کے کہ اسمین صحیح بخاری
کے ایک ایک لفظ سے بحث کیجاتی ہے اور ایسی بحث کہ نہ آجتک ہوئی نہ ہونے کی امید ہے ۔

مگر اسمین یہ دقت ہے کہ اگر اسیطرح یہ سلسلہ آجتک جاری رہا اور اسیطرح اگر سلسلہ جاری کیا جاے تو اسکے لیئے عمر نوح
درکار ہے کیونکہ خود صحیح بخاری نہایت ضخیم کتاب ہے ۔ اوسکی پوری عبارت لکہنا اور ترجمہ کرنا پہر شرح کرنا
تنقید کرنا کسقدر اہم کام ہے جسکا نتیجہ آپنے دیکہا کہ حصہ دوم کے صفحہ ۵ شایع ہوے اور ہنوز ایک حدیث بھی نہ تمام
ہوئی کیونکہ حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده کی شرح مین یہ دکہانا پڑا کہ خلفاے اہلسنت نے اسکی
کسقدر مخالفت کی اور آئمہ اطہار نے کسقدر اسکی تعمیل فرمائی جسمین وہ وہ امور ثابت ہوے کہ آجتک کسیکی نظر سے اون مطالب پر نہ
لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حصہ ثانیہ کا جسطرح اصلاح کیساتھ جاری تھا وہ اصلاح جلد ۱۲ سال آیندہ مین بہی رہے
اور تیسرے حصہ کی ابتدا علیحدہ طور پر کیجاے کہ جلد یہ کتاب تمام ہو ۔ تمام ہونا تو خیر مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کچہ زیادہ حصہ
اسکا ملک مین شایع ہو جائے ۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوا کہ اسکا چندہ علیحدہ قایم کیا جاے کہ جو لوگ چندہ
دینگے اونکو ہر سہ ماہی پر تین جزو یا ہر جزو حسب موقع بہیجا جاے ۔ لہذا عموماً اسکا چندہ علیحدہ قایم کیا جاتا ہے
جسکے معنی یہ ہین کہ اصلاح سے اس حصہ ثالثہ کو تعلق نہوگا ۔ بلکہ وہ علیحدہ بصورت کتاب شایع ہوگا
اور ماہوار بہی نہوگا بلکہ تین مہینہ پر تین جزو شایع ہوگا سال بہر مین بارہ جزو ملینگے یا اس سے زیادہ چہپائی
ہوگی ۔ مگر جبتک پانچ سو خریدار اس حصہ ثالثہ کے نہونگے ۔ اسکی اشاعت نہ شروع ہوگی

امید ہے کہ تنقید بخاری کے زیادہ شائق اور قدردان ہین اونہین مناسب ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے اس
کی خریداری کی درخواست کرین ۔ اور اوسکے ساتھ چندہ بہی عنایت فرمائین کہ بعد فراہمی چندہ انتظام شروع کیا جا

فیصلہ قرآنی

(ص ۱ کے بعد سے)

یہ پوری تقریر امام فخر رازی کی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مفسرین اہلسنت نے اس آیہ میں کس پیچ سے کام لیا ہے اور کس طرح اسکو مشتبہ کرنا چاہا کہ اصل مقصود باری تعالیٰ مخفی رہے اور جس شخص کے حق میں یہ آیہ نازل ہو اوہ پوشیدہ ہوجائے۔ اسی وجہ سے کسینے اخنس بن شریق ایک مجہول الاسم والحال کا نام لکھدیا کسینے منافقین کی شان میں قرار دیا۔ کسینے چند کفار قریش کو مورد بنایا۔

حالانکہ یہ ایسا عظیم الشان آیہ ہے اور اسنے اسیے مورد کا ایسا خاکہ اوڑھایا ہے کہ :
کسیکے چھپائے چھپ سکتا ہے نہ وہ شخص کسی طرح مخفی ہوسکتا ہے جسکی مدحت خدا کو مقصود ہے تحقیق مثالث تلخیص آیہ۔ اگر آپ اس آیہ کے کسی لفظ پر غور کریں تو اوسکے مطالب بیہ بلکہ صرف اسپر کہ خدا نے پہلے آیہ میں بھی من الناس فرمایا ہے اور آخری آیہ میں بھی من الناس من یشری فرمایا ہے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا نے صحابہ دو شخص خاص کو منتخب کرکے لکھا ہے۔ اس تطابق سے آپکو خود معلوم ہوگا کہ وہ دو تو شخص کون ہیں۔ کیونکہ پہلے آیہ میں اگر اس غرض سے اختلاف کیا گیا ہے کہ اصل شخص مخفی ہو تو دوسرا آیہ اتنے اختلافات سے محفوظ ہے

در ورود آیہ ومن الناس من یشری نفسہ در حق جناب امیر

اور ایک حد تک وہ شخص معین ہے اگرچہ اوسمیں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ مگر وہ نہایت کمزور اختلاف ہے جس سے اصل شخص کسی طرح مخفی نہو سکا کیونکہ تفسیر کبیر میں ہے نزلت فی علی بن ابی طالب بات علی فراش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ و جبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابی طالب یباہی اللہ بک الملئکۃ ونزلت الآیہ ص ۲۸۳ جلد دوم

یعنی یہ آیہ نازل ہوا دربارہ جناب امیرالمومنین ع جب حضرت نے خواب کیا فرش رسول اللہ پر شب غار۔ روایت ہے کہ حضرت جبرئیل بالائے سر حضرت کے کھڑے تھے۔ اور میکائیل پیرونکے پاس تھے۔ اور حضرت جبرئیل آواز دیتے تھے کہ مبارک ہو مبارک ہو کون ہے مثل تمہارے اے پسر ابی طالب کہ خدا تمہارے سبب سے فخر و مباہات کرتا ہے اپنے ملائکہ پر اسکے بعد یہ آیہ نازل ہوا۔ اور تفسیر نیشاپوری مین ہے جو حاشیہ طبری پر مصر مین چھپ گئی ہے

وقیل نزلت فی علی رض بات علی فرش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ وجبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباھی اللہ بک الملئکۃ ونزلت الایۃ ص ۲۸۰ جلد دوم

اس حدیث کو اور اس آیہ کو ملائے تو خود بخود دل مان جائیگا کہ واقعاً آیہ اسی محل پر نازل ہوا کیونکہ تاریخ عالم مین کوئی مثال اسکی نہین ملتی کہ کسی نے اپنے جان کو اسطرح راہ خدا مین بیچا ہو۔

چونکہ اس واقعہ ہجرت رسول اللہ مین جناب امیر اور خلیفہ اول کا خاص تعلق بھی ہے کہ جناب امیر فرش خواب پر رسول اللہ کے اسطرح سوئے کہ اگر کفار جیسا کہ منصوبہ کر چکے تھے قتل کرتے تو حضرت کی جان کسیطرح نہ بچتی بخلاف حضرت ابوبکر جو رسول اللہ کے ساتھ گئے تھے اور چند دفعہ باعث ایذائے رسول اللہ ہوئے۔ لہذا ان دونو آدمیونکا مراد ہونا نہایت قرین انصاف ہے۔ کیونکہ جیسا ہی عمل جناب امیر کا خالصاً لوجہ اللہ تھا۔ ویسا ہی عمل خلیفہ اول محض دنیا طلبی کے لئے تھا اسی لئے خدا نے یون دونو آدمیونکو منتخب کرکے دونون کی حالت کو بتا دیا کہ اگرچہ بظاہر وہ بھی عمل نیک معلوم ہوتا ہے اور مخلصانہ مگر خدا جو عالم الغیب ہے اور عالم مافی الضمائر وہ تو خوب جانتا ہے کسکی کیسی نیت ہے اور کیسا عمل

اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کسی سفر مین رفیق ہوتا ہے تو خواہی نخواہی بات بناتا ہے کہ دل خوش ہو خاصکر جب وہ دلکا چور ہو اور ظاہر مین دوست بنا ہو تو خواہی نخواہی باتین بناتا ہے اس لحاظ سے یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا نہایت ہی مناسب لفظ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس امت محمدیہ میں یہ شرف **صرف** جناب امیر المومنین کو حاصل ہے کہ محض حضرت کے بغض وعناد سے آدمی منافق ہوتا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ اہلسنت میں ہے

کنا نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب کہ ہم لوگ انصار منافقین کو اسوجہ سے پہچان لیتے کہ وہ جناب امیرؑ سے بغض رکھتے۔

پس اگر بالفرض یہ آیہ منافقین کے بارے میں مانا جائے تو بھی اون صحابہ وخلفا کا نفاق معلوم ہوا جو جناب امیرؑ سے بغض رکھتے جنمین نمبر اول خلیفہ اول کا ہے۔

اب آؤ الفاظ آیات مذکورہ پر تو صاف معلوم ہو کہ بجز **خلیفہ اول** دوسرا کوئی مراد نہین ہو سکتا۔ کیونکہ پہلا جملہ من الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ہے کہ بعض آدمیو نسے وہ شخص ہے جس کا کلام زندگانی دنیا مین تجھے خوش معلوم ہوتا ہے۔ اسپر تمامی اہلسنت کا اتفاق ہے کہ بہ نسبت خلیفہ دوم وسوم بڑے خوش کلام تھے۔ کیونکہ خلیفہ دوم کی تلخ گوئی تو ایسی تھی کہ تمامی صحابہ نے افظ اغلظ کا خطاب دیدیا تھا۔ اسیطرح خلیفہ سوم بھی کچھ شیرین گفتار نہ تھے۔

آپنے قصہ سقیفہ مین دیکھا ہوگا کہ خود خلیفہ دوم فرماتے ہین **ورت مقالۃ اعجبنی** - کہ مینے ایک ایسی تقریر گڑہی تھی کہ خود مجھے اوسکی بندش خوش معلوم ہوتی تھی - مگر خلیفہ اول نے برجستہ ایسی تقریر کی کہ مین مات ہوگیا۔ اس سے آپکو خلیفہ اول کی خوش بیانی اور چرب زبانی بخوبی معلوم ہوگی -

دوسرے اس آیہ کے جملہ واذا تولی سعی **فی الارض** نے بصراحت تمام بتادیا کہ وہی مراد ہین کیونکہ تولی کے معنی حاکم بننے کے ہین کہ جب حاکم ہون اور ظاہر ہے کہ منافقین اولین مین صرف یہی تین **شخص خلیفہ** ہوئے لہذا بجز انکے دوسرا کوئی مراد نہین ہو سکتا۔ کیونکہ خلافت انہین لوگونکو ہاتھ آئی نہ اون منافقونکو جنکے نفاق کا اہلسنت کو بھی اقرار ہے -

اگرچہ کہ سکتے ہین کہ معویہ مروان وغیرہ بھی تو خلیفہ تھے - مگر درحقیقت وہ لوگ کسی طرح مراد نہین ہو سکتے - کیونکہ معویہ کسی وقت مین یہ شان نہ تھی کہ وہ مصداق من الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ہو سکے نہ بروقت نزول اس سورہ کے وہ اسلام لایا تھا۔ کیونکہ

انکا اسلام ظاہری بعد فتح مکہ ہے اور نزول سورہ بقرہ کئی سال مقدم ہے ۔ اسیطرح مروان بھی نہیں مراد ہو سکتا کیونکہ وہ تو اوسوقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا ۔ اور عبد الملک وغیرہ بھی نہیں مراد ہو سکتے کیونکہ وہ صحابی نہ تھے ۔

سوال یہ امر کہ تخصیص خلیفہ اول کی کیا وجہ ۔ پس اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ جو ظاہری امور انکو صحابی سمجھے وہ دوسرے لوگونکو نہ تھے اور نیز الفاظ مابعد بھی قرینہ ہیں ہے کہ خلیفہ اول ہیں کیونکہ فی فساد الارض جو انہون نے کیا کسی نے نہیں کیا ۔ یہتی اور نسل النسائی کو جو نقصان انسے پہونچا کسی سے نہیں پہونچا کہ ہزارون ہر تیراغ کئے ہزارون آدمیونکو جلایا اور خاک کیا کوئی قوم کوئی قبیلہ کوئی شہر عرب کا ایسا نہ تھا جہان انہون نے قتل وغارت نہ کیا ہو ۔

پھر آیہ واذا تولی سعی فی الارض جب حاکم ہوئے تو کوشش کی فساد ارض مین غیر انکے متعلق ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے دس ہی روز بعد انہون نے تمام آگ لگائی اور ہزارون آدمیونکو جلا کر خاک کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہلک الحرث والنسل سے یہی مراد ہے ۔

اور آیہ واذا قیل له اتق الله اسکا کاشف ہے کیونکہ خلیفہ اول ہی وہ شخص ہیں کہ جب انکو نصیحت کی جاتی اور خدا سے خوف دلایا جاتا تو ان کا غصہ اور تیز ہو جاتا اور صحابیون کو تہ تیغ کر دیتے تھیں چنانچہ ہر دعوے کے شواہد تاریخی موجود ہیں ۔

(۱) تاریخ مروج الذہب مسعودی میں ہے ولما بویع ابو بکر فی یوم السقیفه وجددت البیعة له یوم الثلاثا علی العامة خرج علی فقال افسدت علینا امورنا ولم تستشر ولم ترع لنا حقا فقال ابو بکر بلی ولکن خشیت الفتنة صد ۱۰ تاریخ کامل جلد ۵

یعنی جب ابو بکر کی بیعت دوبارہ کی گئی بروز سہ شنبہ ۔ تو حضرت علی باہر تشریف لائے اور کہا تو نے ہمارے امور کو فاسد کر دیا نہ ہم سے مشورہ لیا نہ ہمارے حق کی رعایت کی ابو بکر نے کہا ہان مگر ہم ڈرے فتنہ سے ۔

سب اہل انصاف غور کریں کہ بقول جناب امیر ابو بکر نے فساد کیا یا نہیں ۔ اور ابو بکر

نے بعد اقرار وجہ اسکی خوف فتنہ قرار دی یا نہین۔ اسی مضمون کی طرف خداوند عالم سورہ بقرہ
مین اشارہ فرما رہا ہے واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن
مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون یعنی جب کہا جاتا ہے
انسے کہ نہ فساد کرو زمین مین تو کہتے ہین ہم تو مصلح ہین خدا کہتا ہے یہی لوگ تو مفسد ہین
مگر نہین شعور کرتے۔ اب آپ ہی بتائے کہ جناب امیر کے قول اور حضرت ابوبکر کے جواب سے
اسکی تصدیق ہوئی یا نہین۔ رہا یہ امر کہ اس کلام مین جناب امیرؑ کی تکذیب کی جاسکے
یا یہ کہا جائے کہ حضرت نے ازراہ نفسانیت کہا۔ تو یہ کلمہ کسی مسلمان کے منہ سے نہین نکل
سکتا کیونکہ رسول اللہ فرما چکے ہین الحق مع علی وعلی مع الحق تو حضرت کا یہ کلام غلط کہنا
اور نیز آیہ وجعلنا لھم لسان صدق علیا غلط ہوتا ہے جسمین جناب امیر یقیناً
داخل ہین۔

اور اس آیہ مین جو اذا تولی سعی فی الارض ہے اوسکی بھی تصدیق ہوئی کہ جب
وہ حاکم ہوئے تو بقول جناب امیرؑ اونہوں نے فساد کیا۔ اسکے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ واذا
تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل کیونکہ اوسی مرجع
الذہب مین ہے وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرۃ ایام کہ انکی خلافت
کے دس روز بعد تمام عرب مین ارتداد پھیل گیا۔

تاریخ اضمحلال اسلام اور تنقید بخاری حصہ ثانی مین بخوبی ثابت کر دیا گیا
ہے کہ نہ ارتداد تھا نہ کفر بلکہ بغاوت تھی جو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ وہ کہتے تھے جب خاندان
رسالت مین خلافت نہین جاتی تو ہم انسے زیادہ مستحق ہین کیونکہ قدیم الایام سے ہم معزز تھے
جس سے معلوم ہوا وجہ بغاوت یہی تھی کہ یہ خلیفہ ہوئے نہ کہ در حقیقت کوئی مرتد ہو۔
اسی مخالفت کے فرو کرنے مین خلیفہ اول نے خلاف اسلام وہ انتقام لیا ہے کہ تمامی عرب
کو آگ مین بھون دیا جس سے نہ معلوم کتنے خاندان تباہ ہوئے کتنی جائدادین تلف ہوئین
اور آگ لگانے کی ترکیب اوسیوقت کیسے قائم ہوئی جس سے یہلک الحرث والنسل
کی بخوبی تصدیق ہوئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس آیہ کی تطبیق و تصدیق کیا ہو سکتی ہے کہ لفظاً بلفظ آیہ منطبق ہے
رہا یہ امر کہ جب اونسے کہا جاتا ہے خدا کا خوف کرو تو اور بھی اونکی ضد بڑھ جاتی ہے ۔
اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ قتال مرتدین مین صحابہ کا اجماع ہو چکا تھا کہ انسے
جنگ نہ کرنا چاہیے عمر صاحب بھی یہی رائے رکھتے تھے تو قسم کھا بیٹھے مین تو بغیر جنگ کئے
نہ رہونگا قال عمر یا خلیفۃ رسول تالف الناس وارفق بھم فقال جبار فی
الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام ازالۃ الخفا صفحہ ۲۹
عمر نے کہا اے خلیفہ رسول تالیف قلوب کرو اور نرمی کرو ۔ خلیفہ اول نے کہا کہ جاہلیت
مین تو جبار تھا اور اسلام مین ذلیل و خوار ۔
عزل خالد مین خلیفہ دوم نے خوف خدا دلایا اور کہا کہ قتل کرو اسے یا سنگسار یا معزول
تو کہا ہرگز میں غلاف مین نہین کر سکتا اوس تلوار کو جسے خدا نے کھینچا ہے ۔
ولیعہدی خلیفہ دوم مین صحابہ نے انہین خوف خدا دلایا تو کہا کیا خدا کا خوف دلاتے
ہو یہ کہتے بعد خلیفہ کر دیا ۔ اس سے بڑھکر واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم
کی کیا تصدیق ہو سکتی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو ایکروز اسکی تفسیر بیان کی تو خلیفہ دوم
نے پوچھا کیا کہتے ہو اونہون نے انکار کیا جب خلیفہ نے اصرار کیا تو ابن عباس نے
اوسکو دوسرے طریق سے بیان کیا چنانچہ تفسیر طبری مین ہے ۔ فی واذا ھذہ الایۃ
واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم ومن الناس من یشری
نفسہ ابتغاء مرضات اللہ قال ابن زید ھولاء المجاھدون فی
سبیل اللہ فقال ابن عباس لبعض من کان الی جنبہ اقتتل الرجلان
فسمع عمر قال فقال وای شیء قلت لا شیء یا امیر المومنین قال
ماذا قلت اقتتل الرجلان قال فلما رای ذلک ابن عباس قال
اری ھھنا من اذا امر بتقوی اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم واری من
یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ یقوم ھذا فیامر ھذا بتقوی اللہ

فاذا لم یقبل واخذتہ العزۃ بالاثم قال ھذا وانا اشتری نفسی فقاتلہ فاقتتل الرجلان فقال عمر للہ تلادک یا ابن عباس ص ۱۷۹ جلد ۲

یعنی ایکروز ابن عباس عمر کے پاس تھے تو انہی آیتوں کا ذکر ہوا۔ ابن زید نے کہا (از راہ تعجب) کیا یہ حال مجاہدون فی سبیل اللہ کا تھا۔ ابن عباس نے ایک شخص سے جو انکی بغل مین تھا کہا وہ دونو آدمی قتال کر چکے۔ عمر نے سن لیا۔ پوچھا کیا کہا؟ ابن عباس کچھ بھی نہین عمر نے کہا یہ کیا کہا اقتتل الرجلان۔ جب ابن عباس نے یہ حال دیکھا کہ عمر نے ہمارا کلام سن لیا تو کہا ہم ایسے دو شخص دیکھتے ہین کہ جب ایک کو نصیحت کی جاتی ہے اور خوف خدا دلایا جاتا ہے تو اوسکو غیرت آتی ہے۔ ناصح بھی آمادہ ہو جاتا ہے اور دونو لڑ پڑتے ہین۔ عمر نے کہا کیا کہنا ہے تمہاری تیزی کا اے ابن عباس۔

میری غرض صرف اصل واقعہ سے ہے کہ وہ کیا بات تھی جو ابن عباس نے کہی اور عمر نے سن لی اور ابن عباس نے انکار کیا پھر ایک بات بنا دیا جسکو حضرت عمر بھی سمجھ گئے۔

تو بتائیے اگر دل مین کچھ کالا نتھا تو ابن عباس نے انکار کیون کیا اور حضرت عمر نے اصرار کیون کیا؟ بہرحال چونکہ آیہ ومن الناس من یشری کے متعلق یہ یقینی ہے کہ وہ مہاجرین کی ایک اعلی فرد کی شان مین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ لہذا معلوم ہوا کہ پہلی آیہ من الناس مین بھی ایسا مہاجر مراد ہے جو بالکل ضد اور مخالف ہو من الناس من یشری نفسہ کے۔ ولیس ہو الا ابوبکر

اڈیٹر صاحب اگر غور سے کام لین تو ایسا فیصلہ ناطق ہے قرآن کا جسکے بعد پھر کسیطرح چون چرا نہین کر سکتے کیونکہ اسمین ایک خبر غیب اسکی بھی ہے کہ اسکو حکومت ملیگی اور حاکم بنیگا اور وہ سعی کریگا فسادفی الارض مین جو بجز حضرت ابوبکر کسی پر صادق نہین آ سکتی کیونکہ جن گمنام بلکہ موہومی اشخاص کو حضرات اہلسنت منافق کہتے ہین وہ تو نہ کبھی حاکم ہوئے نہ اونکو حکومت ملی نہ خلافت۔ پھر تصدیق کلام الہی بجز اسکے کیونکر ممکن ہے کہ انہین اشخاص سے کوئی شخص مراد ہو جو بعد حضرت خلیفہ ہوئے۔

دوسرا قرینہ اسکا کہ خلیفہ اول ہی مراد ہین یہ بھی ہے کہ بجز انکے کسی مسلمانون سے جنگ پیش نہ آئی اور نہ ایسی خونریزی بلکہ آتش افروزی کیسنے کی لہذا بجز انکے دوسرا کوئی مراد نہین ہو سکتا

اگرچہ حضرات اہلسنت نہ مانیں۔

افسوس یہی ہے کہ حضرات اہلسنت دعویٰ کرتے ہیں قرآن دانی کا مگر افسوس نہ ہر سے کلام یقینی میں غور و فکر سے بلکہ سطحی باتوں پر جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن ہے جسکا علم خاص ہے رسول اللہ نے قرآن و اہلبیت کے تمسک کا ساتھ حکم دیا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ کیوں فرمایا اگر ان مفسرین کی رائے سے علم حاصل کرنا چاہو تو تمکو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ اختلافات کی گھاٹیوں میں سرگرداں پھرو گے کچھ بھی معلوم ہوگا۔ آخر خدا نے مذمت کی ہے تو کسی شخص کی۔ بیچ کی ہی تو کس خاص شخص کی۔ اگر ان مفسرین کی رائے پر چلو گے تو نہ تمکو یہ معلوم ہوگا اس سے مراد مسلمانِ مسلمین میں یا منافقین صحابہ۔ شخص معین ہیں یا نام معین ہے تو کون

سمجھ لیا بعض مفسروں نے اخنس بن شریق کا ایک قصہ گڑھ دیا۔ مگر تمہاری نگاہیں یہاں خود بخود ڈھونڈھینگی یہ اخنس بن شریق کون ایسا بھاری شخص تھا کس قبیلہ کا سردار کس ملک کا بادشاہ۔ کون ایسا مجرم جسکے لئے خدا نے ایسے ایسے وزنی الفاظ کو صرف کیا کہ تمام قرآن میں یہ الفاظ نہیں آئے (الد الخصام) تو تمام تواریخ اولٹو گے۔ اسماء رجال دیکھو گے۔ مگر کہیں اس نام کو نہ پاؤ گے بجز اسکے کہ انہیں تفسیروں میں یہ نام دیکھ پڑیگا جس سے تمکو خود بخود شبہہ ہوگا کہ یہ کونسا بے حقیقت وجود تھا جسکے لئے خدا کو ایسے وزنی الفاظ خرچ کرنے پڑے۔

پھر تم تفسیر میں جب اسکے جرائم پر نظر دوڑاؤ گے تو وہاں تمکو سب سے زیادہ حیرت ہوگی کہ اسنے کون ایسا جرم کیا تھا جسکے پاداش پر خدا نے ان آیتوں کو نازل کیا جس سے تمکو عظمت قرآن میں شبہ پڑیگا کہ ایسے بے حقیقت لاوجود اشخاص کے لئے خدا نے ایسی عظیم الشان آیتیں نازل کیں اسکے بعد تم اسکو بھی دیکھو گے کہ کب وہ حاکم ہوا کب خلیفہ جسکی خبر خدا نے واذا تولی سعیٰ میں جب کہیں پتہ نہ چلیگا تو تم تکذیب کلام خدا پر آمادہ ہو گے۔

برخلاف اسکے جب تم ہماری تفسیر پر ایمان لاؤ گے صدق دل سے مانو گے تو تمکو معلوم ہوگا قرآن کیسی جامع کتاب ہے مختصر لفظوں میں کیسی پیچیدہ باتیں بھری ہوئی ہیں۔ قرآن نے کیسا فیصلہ

کیا ہے جو قیامت تک مٹنے والا نہین - کیونکہ ایک طرف تو خدا اونکے دنیا داری اور مکاری کو بتا رہا ہے کہ کسطرح رسول کو فریب دیتے ہین - دوسری طرف اونکو حکومت ملنے اور فرمانروا ہونے کی خبر دیرہا ہے کہ وہ بادشاہ ہونگے اونکو حکومت ملیگی تیسری طرف اوسکے نتایج کو بتارہا ہے کہ وہ حکومت پاکر کیا کرینگے اونسے کیا ظہور مین آئیگا - چوتھی طرف خدا اوس مرد مومن کی ایمانداری اور اخلاص کو ظاہر کر رہا ہے کہ اوسنے اپنی جان خدا کی راہ مین بیچ ڈالی جس سے اسکی طرف بھی اشارہ ہے کہ اہل اسلام کیسے ناقدردان ہین کہ جو ایسا کام کرے وہ تو یون محروم کیا جائے اور جو لوگ ایسے مفسد ہون وہ اس طرح حکمران ہون -

اگر غور کرو تو اس آیہ نے قیامت تک کا فیصلہ کر دیا کہ ہمیشہ یونہی ہوتا رہیگا کہ جو اسطرح چکنی چپڑی باتین بنا کر داخل اسلام ہوگا اوسکی یہ شان ہوگی اور جو درحقیقت اسلام کا سچا جان نثار ہوگا اوسکی یہ شان ہوگی -

اب تم حضرت ابوبکر - عمر - عثمان - معویہ - یزید - مروان - عبداللہ بن زبیر - عبدالملک - ولید - ہشام - یزید وغیرہ خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس کو ایک طرف پھیلاؤ -

اور حضرت علیؑ - امام حسنؑ - امام حسینؑ - امام زین العابدینؑ - امام محمد باقرؑ - امام جعفر صادقؑ - امام موسیٰ کاظمؑ - امام علی بن موسیٰ الرضاؑ - امام محمد تقیؑ - امام علی نقیؑ - امام حسن عسکریؑ - امام مہدی علیہم السلام کو ایک جگہ جمع کرو -

نتیجہ - حضرت ابوبکر کی دیکھوگے - وہی تک آخر خلفا تک دیکھوگے - اور جو رفتار جناب امیرالمومنین کی دیکھوگے وہی آخر آئمہ تک پاؤگے - اس سے بڑھکر کونسا قرآنی فیصلہ چاہتے ہو -

یہان یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ خداوند عالم نے سورہ بقر دین جو تناسب قایم کیا بین احوال کفار و مومنین و منافقین مین کہ مومنون کا حال تین آیہ مین بیان کیا اور کافرون کا حال دو آیہ مین اور منافقون کا حال بارہ آیہ مین - وہی تناسب یہان بھی قایم رکھا کہ منافق کا تمام تین آیہ مین بیان کیا اور مومن کا حال ایک آیہ ومن الناس من یشری نفسہ مین جس سے کہ سکتے ہین کہ وہان بھی انہین منافقون کا ذکر ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ خدا اون منافقو کی مذمت مین تو اسقدر رکوشان ہو جنکا ضرر جزئی اور ناپایدار تھا - اور اون منافقو نکو

بالکل چھوڑدے جوتا بقیامت باعث شروفساد ہوں جو ایک ایسا الزام ہے کہ اہلسنت تو کسی طرح دفع نہیں کرسکتے۔

دوسرا آیہ (باقی تتمہ)

الآل و الاصحاب

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

ترک صلوٰۃ وسلام بر رسول اللہ دیگر روز نہیں ابن الزبیر کی عداوت بنی ہاشم سے اسدرجہ ترقی پر تھی کہ اوسنے رسول اللہ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا خطبہ میں ترک کردیا تھا اور بلکہ چالیس روز تک اس سنت کے تارک رہے۔

تاریخ مروج الذہب مسعودی میں ہے ان ابن الزبیر خطب اربعین یوماً لا یصلی علی النبیؐ وقال لا یمنعنی ان اصلی علیہ الا ان تشمخ رجال انافہا ص ۶۳ ا حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶

ابن الزبیر نے چالیس روز تک صلوٰۃ وسلام بھیجنا رسول اللہ پر ترک کردیا تھا اور کہتا تھا میں نے اسلئے صلوٰۃ ورسول اللہ کو ترک کیا کہ لوگ متکبر ہوئے

زیادہ تعجب تو اون صحابہ وتابعین پر ہے جو اس خطبہ میں شریک رہتے اور کسیکے منہ سے یہ نکلتا کہ تو کیا غضب کررہا ہے جس رسول کی خلافت کا تو مدعی ہے۔اوسی رسول پر صلوٰۃ وسلام کو قطع کرتا ہے۔مگر ہائے یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے وقت وفات رسولؐ سے آنجناب جو سلوک آل رسولؐ کے ساتھ کیا تمام عالم کو معلوم ہے۔اگر یہی لوگ صاحب اسلام ہوتے۔انکے دلمیں دین کی محبت ہوتی تو آج انکی نوبت ہی کیوں آتی اور اسلام اسطرح کیوں غارت ہوتا اس سے زیادہ تعجب اہلسنت کے حال پر ہے کہ وہ یہ سب حال لکھتے ہیں۔مگر اون کی اطاعت وفرمانبرداری پر اسطرح جان دیتے ہیں کہ انکے قول وفعل کے مقابلہ میں حکم خدا و رسول کو بھی نہیں مانتے اور خلیفہ بھی مانتے تھے

ابن الزبیر کے جسقدر حالات مذکور ہوئے عبرت کو کافی ہے اور اہل فہم کیلئے اس سے

زیادہ کی ضرورت نہین کیونکہ خدا اور رسول سب اس سے بیزار ہیں۔ انکے کمینہ حال مین مسعودی لکھتے ہین۔ واظھر ابن الزبیر الزھد فی الدنیا والعبادۃ مع حرص الخلافۃ وقال انما بطنی شبر فما عسی ان یسع ذلک من الدنیا وانا العائذ بالبیت والمستجیر بالرب وکثرت اذیتہ لبنی ھاشم مع شحہ بالدنیا علی سائر الناس ص ۱۵۰

یعنی ابن الزبیر نے اپنا زہد ظاہر کیا کہ تارک دنیا ہے اور عبادت زیادہ کرنے لگے حالانکہ سب سے زیادہ حریص تھے خلافت پر اکثر کہا کرتے کہ ہمارا پیٹ تو صرف ایک بالشت کا ہے اس مین زیادہ دنیا کو اوسمین کہان گنجایش ہے۔ اور مین تو خانہ خدا مین پناہ گزین اور خدا کے پناہ مین آیا ہون اسکے ساتھ بنی ہاشم کو ایذا ہونا اسکا ترقی کرتا جاتا۔ اور تمامی اہل دنیا کے لیے بخیل تھا۔ حالات سے بعد اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کچھ زیادہ حالات لکھے جائین۔ کیونکہ جس شخص کا برتاو رسول اللہ کے ساتھ یہ تھا کہ صلوۃ وسلام کو چالیس روز تک اوسنے ترک کر دیا۔ اور خانہ خدا کو خود اس غرض سے بلایا کہ لوگون سے یہ کہنے کا موقع ملے کہ یزیدیون نے یہ ظلم کیا کہ لوگ اوس سے منحرف ہوکر اسکی طرف مائل ہون۔ اور مان باپ بہائی خالہ کے ساتھ اوسکا یہ برتاو تھا جو ذکر ہوا تو بنی ہاشم کی ایذا دہی اوسکے سامنے کیا وقعت رکہتی ہے۔

حضرت ابن عباس جو کبھی کبھی اسکے فضائح ورذائل کو بیان کرتے تو اکثر وہ انسے ملاقات ہوئی پوچھا انت الذی تؤنبنی وتبخلنی قال ابن عباس نعم سمعت رسول اللہ صلعم یقول لیس المسلم الذی یشبع ویجوع جارہ فقال ابن الزبیر انی لاکتم بغضکم اھل ھذا البیت منہ اربعین سنۃ وجری بینھم خطب طویل فخرج ابن عباس من مکۃ خوفا علی نفسہ فنزل الطائف فتوفی ھنالک ص ۱۳۳ مروج الذھب

یعنی کہ تم ہی ہمکو ملامت کیا کرتے ہو اور بخیل کہتے ہو ابن عباس نے کہا ہان مینے رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے وہ شخص مسلمان نہین جو خود تو سیر ہو اور اوسکے ہمسایہ بھوکے رہین۔ ابن الزبیر نے جواب دیا کہ ہم تو تم اہلبیت کی عداوت آج چالیس برس سے اپنے

دل مین چھپائے ہوئے ہین - اسکے بعد نہایت سخت واقعات پیش آئے جسپر ابن عباس نے بخوف ابن الزبیر مکہ چھوڑا اور جاکر طائف مین قیام کیا اور وہین وفات پائی -

اس عبارت سے نہ صرف چہل سالہ عداوت ابن الزبیر معلوم ہوئی بنی ہاشم سے - بلکہ یہ بھی کہ اس عداوت کو چھپاتے تھے - مگر یہان کے ماندان رازی کرو سانند محفلہا مگر زیادہ تعجب اسپر ہے کہ یہ کلام ابن الزبیر بمقابلہ اوس حدیث کے ہے جسے حضرت ابن عباس نے رسول اللہ سے بیان کی تھی کہ حضرت نے فرمایا وہ شخص مسلمان ہی نہین جو خود تو سیر ہو اور ہمسایہ اوسکے بھوکے رہین جس سے ابن الزبیر کا خارج الاسلام ہونا بھی ظاہر ہے پھر کیونکر اہلسنت اوسکو خلیفہ برحق مانتے ہین -

میری غرض ان حالات سے نہ ابن الزبیر کی سوانح عمری لکھنا ہے نہ اوسکے معائب کا بیان کرنا بلکہ چونکہ جناب امام حسین کے حالات مین انکا ذکر ضمنا آگیا تھا اور سیرت آل و اصحاب مجھے لکھنا تھا اسقدر اونکے حالات لکھے گئے تاکہ معلوم ہو آل رسول اور اصحاب رسول کے عادات و اخلاق مین کیا فرق ہے کیونکہ آل رسول کا جو کام ہے خواہ جنگ ہو یا صلح محض رضائے خدا و رسول کے لئے - اور اصحاب رسول کا جو کام ہے حصول دنیا کے لئے الا من شذ منہم -

اب مین اصل مطلب پر آتا ہون کہ جناب امام حسین کو جو یہ رائے دی گئی تھی کہ آپ خانہ کعبہ مین قیام فرمائین - اور یہین سے یزید سے مقابلہ کرین اوسے کن مصالح سے حضرت نے نہ قبول کیا اور فرمایا اگر مکہ سے مین ایک بالشت باہر جاکر مارا جاؤن - تو اس سے زیادہ یہ پسند ہے کہ دو بالشت ہٹ کر کیونکہ خود رسول سے مین سن چکا ہون یہان ایک شخص قریش کا مدفون ہوگا جسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا -

یہی پیشین گوئی رسول اللہ کی مانع تھی کہ آپ یہان قیام کرتے اور اپنی خلافت قایم کرتے اور یزیدیون سے مقابلہ کرتے لہذا اپنے نہایت تعجیل سے یہان سے سفر کیا اور جانب کوفہ روانہ ہوئے - اسپر بعض نادان بے عقلی کا الزام لگاتے ہین کہ حضرت نے خلاف عقل یہ کام کیا - مگر حضرت نے دکھا دیا کہ یہی فعل مقتضائے عقل تھا کہ یہان سے علحدہ ہو جاؤ کہ خانہ خدا

کی بیحرمتی نہو۔ نہ ملحد کا خطاب ملے۔ نہ مقبرہ یہود میں دفن ہوں جو سب باتیں ابن الزبیر کو نصیب ہوئیں۔

جن حضرات اہلسنت کو اہلبیت طاہرین سے عداوت ہے اور اونکے بغض و عناد سے اونکی خمیر ہو۔ اونکو تو کسی امر سے ہدایت نہیں ہوسکتی۔ مگر جنکے دل خارجیت سے پاک ہیں اور بوجہ صحبت شبہات سے مکدر ہوئے ہیں اونکے سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ فعل جناب امام حسین السیا قرین مصلحت تھا کہ خلیفہ سوم نے بھی یہی کیا تھا۔ چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ میں ہے

ودخل المغیرۃ ابن شعبہ فقال لہ یا امیر المومنین ان ھولاء قد اجتمعوا علیك فان احببت فالحق بمکۃ وان احببت ان نخرق لك بابا من الدار فتلحق بالشام ففیھا معاویہ وانصارك من اھل الشام وان ابیت فاخرج وحاکم القوم الی اللہ تعالی فقال عثمان اما ما ذکرت من الخروج الی مکۃ فانی سمعت رسول اللہ یقول یلحد بمکۃ رجل من قریش علیہ نصف عذاب ھذہ الامۃ من الانس والجن فلن اکون ذلك الرجل انشاء اللہ

ص ۳۷

یعنی مغیرہ ابن شعبہ داخل ہوا عثمان پر اور کہا کہ لوگوں نے اجماع کیا ہے تمہاری مخالفت پر پس اگر چاہو تو مکہ چلے جاؤ نہیں تو ہم دروازہ ایک توڑ دیتے ہیں تم شام کو چلے جاؤ کہ وہاں معویہ ہے اور تمہارے سب ہوا خواہ ہیں۔ نہیں تو نکلو کہ قوم سے لڑیں پھر جو فیصلہ خدا کردے۔

عثمان نے کہا کہ تو ہم نہ جائینگے کیونکہ ہم رسول اللہ سے سن چکے ہیں وہاں ایک شخص قریش سے دفن ہوگا جسپر نصف امت کا عذاب ہوگا جن و انس سے پس میں وہ شخص نہیں بن سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ایسی مشہور و معروف تھی کہ حضرت عثمان بھی اسکو جانتے تھے حالانکہ خلفا کو عام طور پر احادیث رسول سے دلچسپی کم تھی۔ تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسین اسکو قبول فرماتے۔

رہا یہ شبہ کہ جناب امام حسین کو تو اپنی شہادت کا و نجات کا حال معلوم تھا پھر آپکو کیوں اسکا خوف ہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جہاں آپکو وہ حالات معلوم تھے وہاں اپنی شہادت گاہ بھی معلوم تھی پھر کیونکر اوسکے خلاف کرتے اور رسول اللہ سے چونکہ یہ پیشین گوئی عام لفظوں میں فرمائی تھی لہذا۔ اون لوگوں کا کیا جواب ہوتا جو اس حدیث سے استدلال کرتے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کا جو فعل ہے وہ بمقتضائے حکمت جو کام ہے مطابق مصلحت سارے مصائب اوٹھاتے ہیں تمامی شدائد کو برداشت کرتے ہیں۔ مگر وہ کام نہیں کرتے جس سے کوئی الزام آسکے۔ جناب رسول اللہ نے وقت وفات فرمایا تھا قد اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم صـ ۱۲۱ جلد ۲ کامل

یعنی ایسے فتنوں نے رخ کیا ہے جنکی تاریکی مثل شب تار ہے۔ جناب امیر سن چکے تھے اسطرح اوس سے بچے رہے کہ جہاں یہ فتنے ہوئے یعنی سقیفہ میں آپ تشریف بھی نہ لیگئے چھوڑ دیا کہ وہ لوگ فتنہ کریں۔

کم سے کم یہ ممکن تہا کہ حضرت اوسوقت لڑکر اظہار حق کے لئے جان دیتے۔ مگر خلاف عقل تہا اور مصلحت اسلام کے بالکل خلاف کیونکہ آپ جانتے تھے اگر آج ہم جنگ کرتے ہیں تو ہمیشہ کے لئے اسلام برباد ہوتا ہے لہذا اس تحمل و ایثار نفس سے کام لیا کہ تمام جہان پر آپکی حقیت مسلم ہوگئی اگرچہ قبضہ دوسروں ہی کو رہا۔

کیا ممکن تھا کہ جناب امیرؑ اگر اوسوقت شہید ہوتے تو طرفداران خلافت پھر بھی آپکے اسلام بھی اقرار کرتے اور کوئی حکم صحیح اسلام کا جاری ہوتا حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ کیونکہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر جناب امیرؑ کا حق تہا تو تلوار سے کیوں نہ فیصلہ کیا۔ وہی لوگ اونکو بھی تو نہیں کافر کہتے جنسے حضرت نے بذریعہ تلوار فیصل کیا۔ سب تو حضرت عائشہ طلحہ۔ زبیر معویہ عمرو عاص کی حقیت کے بھی اوسیطرح قائل ہیں۔

غرض جناب امام حسینؑ نے نہ صرف اس مقام پر بلکہ سفر [illegible] ۔ اور قیام مدینہ دونوں موقع پر رسول اللہ کی اون پیشین گوئیوں کا خیال کیا جو حضرت نے مختلف اوقات

مین اونکے نسبت فرمائے تھے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

ہان ہمارے بعض احباب کی یہ راے بہت قابل قدر ہے کہ خدا نے اون لوگونکا نام ایسا مٹایا کہ اب دنیا مین خواہ سنی ہو یا شیعہ ابن الزبیر وغیرہ کا نام نہین بھی جانتا۔ اور یہ بھی کوئی نہین سمجھتا کہ وہ کون تھے اور کیا ہوے کیونکہ دنیا مین جہان نام ہے وہان امام حسن و امام حسین علیہم السّلام کا کہ شاید ہی کوئی مسلمان جو ان نامونسے ناواقف ہو۔

مگر حق یہ ہے کہ جسطرح روز روشن کے بیان مین شب تاریک کا ذکر کرنا ضروری ہے مشک و عنبر کے مقابلہ مین گندہ و ناپاک چیزونکا ذکر آہی جاتا ہے۔ اوسیطرح یہان بھی۔ مجبوری تھی۔

اور ہماری غرض صرف عوام کے افہام و تفہیم سے نہین متعلق ہے بلکہ خواص بھی مخاطب کہ شاید ہدایت پائین بیشک جسطرح نور رسالتمآب نے اون لوگونکو چھپا لیا جنھون نے بعد دفن حضرت کو ایذا دینے کے لیئے ناجائز طور پر اپنے کو وہان دفن کرا لیا۔ اوسیطرح انوار مقدسہ آئمہ اطہار علیہم السّلام نے انلوگونکو مخفی بلکہ معدوم کر دیا۔

مگر جن لوگون نے انھیں اوبھارنا چاہا وہ ابتک موجود ہین اور اسی کوشش مین مصروف ہین۔ آپکو معلوم ہوگا کہ چونکہ شیعہ نواسہ رسول اللہ کے عاشورا اور اقامت عزا کو ضروری سمجھتے ہین۔ اوسکے مقابلہ مین اہلسنت نے بھی خلیفہ اول کے نواسہ مصعب بن زبیر کا عاشورہ قایم کیا تھا اور چند روز تک بڑا زور شور رہا۔ مگر وہی ہوا جو اور اہل ضلالت کی بدعتونکا ہوا۔ تاریخ کامل مین ہے جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ بذیل واقعات ۳۸۹ھ

وفیھا عمل اھل البصرۃ یوم السادس والعشرین من ذی الحجۃ زینۃ عظیمۃ فرحا کثیرا وکذلک عملوا ثامن عشر المحرم مثل ما یعمل الشیعۃ فی عاشورا وسبب ذلک ان الشیعۃ بالکرخ کانوا ینصبون القباب وتعلق الثیاب للزینۃ الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ وھو یوم الغدیر وکانوا یعملون یوم عاشورا من المآتم والنوح واظھار الحزن ما ھو مشھور ففعل اھل البصرۃ فی مقابل ذلک بعد یوم الغدیر بثمانیۃ ایام

مثلہم وقالوا ھو یوم دخل النبیؐ وابوبکرؓ الی الغار وعملوا بعد عاشورا بثمانیۃ ایام مثل ما یعملون یوم عاشورا وقالوا ھو یوم قتل مصعب بن الزبیر۔

یعنی ۳۸۹ھ مین اہل بصرہ نے ۲۶ ذیحجہ کو اسکی عید منائی کہ آج کے روز رسول اللہ اور ابوبکر داخل غار ہوئے۔ یہ عید اونہون نے بمقابلہ عید غدیر قایم کی تھی آٹھ روز بعد۔ اسیطرح ۱۸ محرم کو اونہون نے عاشور قایم کیا کہ مصعب بن زبیر اس روز مارے گئے۔ یہ عاشور بمقابل اوس عاشور کے بنا جو شیعہ ۱۰ محرم کو بوجہ شہادت جناب امام حسین کرتے ہین۔ جس سے معلوم ہوا کہ قدیم زمانہ مین اہلسنت نے عید غدیر کے مقابلہ مین عید غار بنایا۔ اور عاشور کے مقابلہ مین ۱۸ محرم کو اپنا عاشور الگ قایم کیا جسکی مناسبت بھی ظاہر ہے کہ عید غدیر تو اس خوشی مین ہے کہ خداوند عالم نے رسول اللہ کو حکم دیا کہ تم اپنا قایم مقام مقرر کرو جسپر خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل کیا۔ لہذا ہر طرح کی مسرت اسرکو مناسب ہے کہ خدا نے رسول اللہ کو تمامی عرب پر تسلط دیا دین اسلام آپ پھیل گیا۔

بخلاف عید غار کہ ۲۶ ذیحجہ اس روز رسول اللہ ظلم کفار سے عاجز آکر غار مین پوشیدہ ہو رہے ہین۔ لہذا اوس روز عید بنا اہلسنت کو نہایت زیبا تہا کہ آج رسول اللہ اس مصیبت مین مبتلا ہین کہ غار مین بھی انکو آرام نہ ملا۔ ع

نزد اشد ہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

آخری نتیجہ اس زور شور کا سنیے کہ اوسی پیچ کا ل مین ہے

۳۸۲ھ مین درمیان شیعہ و اہلسنت مصالحہ ہوا حالانکہ فریقین مین ایک زمانہ سے جنگ قایم تھی اور خلفا و سلاطین کوشش کرتے کرتے تھک گئے کہ دونو مین صلح ہو مگر نہو۔ اس سال خود بخود دونو فریق مین صلح ہوگئی جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ سیف الدولہ صدقہ امیر عرب جو شیعہ تہا جب بصرہ مین قتل ہوا تو شیعیان کرخ بہت خوف زدہ ہوئے کہ اب پھر اہلسنت کا ظلم تیز ہوگا اور کوئی ایسا شخص نہین رہا جو حمایت کرسکے

اہلسنت نے اپر طعن وتشنیع شروع کی کہ صدقہ کے مرنے پر مغموم ہورہے ہیں۔ مگر چونکہ سلطان محمد خود سنی اور تمام سنیونکا زور تھا لہذا شیعان کرخ اس قسم کے طعن وتشنیع کو سنتے اور مارے خوف کے خاموش رہتے ماہ شعبان تک اونکی یہی حالت رہی کہ ہر قسم کی باتونکو سنکر خاموش رہجاتے۔

اہلسنت نے جب دیکہا کہ ان باتوںپر بھی شیعہ نہیں بولتے نہ کچھ تعرض کرتے ہیں تو یہ سوچا کہ اشتغال طبع کے لئے مصعب بن زبیر کی قبر کی (پر میلہ لگائیں) زیارت کو چلیں حالانکہ ایک مدلتے منجانب خلافت ممنوع تھی کہ اس سے فریقین میں اشتعال ہوتا ہے اور فتنہ وفسا پیدا ہوتا ہے لہذا روک دیا گیا تھا اسدفعہ شیعونکے چڑانے کو خاص طور پر اسکا تہیہ کیا جب اسپر بھی شیعہ خاموش رہے۔

تو اہلسنت نے یہ سوچا کہ کرخ کی راہ سے چلنا چاہئے اور اس ارادہ کو اپنے ظاہر بھی کیا مگر وہان اہل کرخ نے باخود ہا مشورہ کیا کہ کسیطرح نہ بولنا چاہئے۔

اہلسنت نے ہر ہر محلہ سے علحدہ علحدہ اپنا جلوس نکالا اور اوسی راہ سے چلے کہ کبھی تو اہل کرخ بولینگے مگر وہ خاموش رہے۔

محلہ باب المراتب کے سنیون نے ایک نئی ترکیب نکالی کہ لکڑی کا ایک مصنوعی ہاتھی طیار کیا جسپر بہت سے سنی ہتھیار بند مسلح ومکمل سوار تھے اور اوسی راہ سے گزرے جو کرخ میں واقع تھی۔

اہل کرخ نے اونکے لئے یہ سامان کیا کہ ہر طرف سے بخور (خوشبودار چیزیں جو جلائی جاتی ہیں) حاضر کی اور عطر وآب سرد ہر طرف سے مہیا کیا اور ہر طرح پر اونکے عیش وسرور میں شریک رہے اور بہایت خوشی سے ہر محلہ میں اونکا استقبال کیا گیا اور خوش خوش وہ لوگ چلے گئے کسی قسم کا فساد نہوا۔

شیعون نے بھی ۱۵ شعبان کو قصد زیارت امام موسی کاظم علیہ السلام کیا اور بعافیت وہ بھی چلے گئے سنیون نے اونسے بھی کوئی تعرض نہ کیا مگر نہ اونکے ساتھ کوئی زینت تھی نہ آرایش سادہ طریق سے گئے اور واپس آئے جس سے ہر شخص متعجب تہا کہ کیونکر ایسی

ایسی صلح ہو گئی۔

اہلسنت جب مصعب بن زبیر کی زیارت سے فارغ ہو کر بصرہ سے آئے تو آتے وقت بھی اپنا گزرگاہ کربلا اور شیعیان کرخ پر نہایت فرح و سرور سے پیش آئے اور ہر طرح کی تواضع و خاطرداری کی۔

حاشیہ اہل ارباب المراتب انکسر فیلهم عند قنطرة باب حرب فقرع لهم قوم الم تر کیف ربك باصحاب الفیل الی اخر السورة ص ۱۶۲

ترجمہ۔ اور جب آیا کتاب مراتب والے بینونکا وہ صندوق ہاتھی والا باب حرب کے پل پر ٹوٹ گیا جسے کچھ لوگوں نے الم ترکیف ربك باصحاب الفیل کی تلاوت کی پورا سورہ ترجمہ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیا کیا تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ

یہاں مجھے وہ شعر یاد آگیا جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے لیکن حضرت عائشہ فرمایا تھا

تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت

کہ تم اونٹ پر چڑھیں۔ خچر پر سوار ہوئیں اور اگر زندہ رہتیں تو ہاتھی پر بھی سواری کرتیں۔ کیونکہ بقول شاعر اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اہلسنت نے اپنی مادر نامہربان کے اس حق کو ادا کر دیا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ حضرات اہلسنت نماز میں زیادہ تر یہی سورہ فیل کو پڑھتے ہیں جس سے اونکی مناسبت ظاہر ہے۔

(**نوٹ**) اس مضمون کی ابتدا اس سے ہوئی تھی کہ جب یزید کی بیعت کا مطالبہ ہوا تو جناب امام حسین کو تین رائے دی گئی تھی۔ کہ مکہ معظمہ میں قیام فرمائے۔ یا مدینہ منورہ ہی میں قیام فرما کر یزید کی بیعت سے کنارہ کشی کیجئے۔ یا یمن چلے جائیے کہ وہاں آپکے شیعہ زیادہ ہیں۔ جناب امام حسین نے ان تینوں رایوں سے کسی رائے کو قبول نہ کیا اور راہی کوفہ ہوئے اور کربلا میں شہید کئے گئے۔ اس مضمون میں صرف پہلی رائے کے مفاسد دکھائے گئے کہ اگر آپ مکہ معظمہ میں قیام فرماتے تو کیا نتیجہ ہوتا جو بحمد اللہ اس نمبر میں تمام کیا جاتا ہے۔ بقیہ دو رایوں کے مفاسد آیندہ ظاہر ہونگے بشرطیکہ قوم اسکی قدردان اور خواہان ہو سکیونکہ اون دونوں رایوں کے متعلق بھی ایسے اسرار ہیں کہ بعد اوس کے پھر ممکن نہیں کوئی اون صحابہ کے ایمان بلکہ اسلام کا قائل ہو جو اوس زمانہ موجود تھے۔ بخیال اتمام مضمون اس تحریر کو بقیہ حصہ ...

اتمام حجت

عرصہ ہوا کہ میرا ایک مضمون مع استفتاء اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ جلد ۱۰ میں بعنوان (کیا علمائے اہلسنت اسکے ذمہ وار ہیں) شایع ہوا تھا جسمین علمائے اہلسنت سے بکمال ادب یہ استدعا کی گئی تھی کہ اگر دو مہینے کے اندر بذریعہ اصلاح جواب باصواب مرحمت نہ فرمایا جائیگا۔ تو مین اپنی گروہ کے شیعہ ہونے کا اعلان کر دونگا۔ کیونکہ اشاعت مضمون کے پہلے مین نے حصول جواب مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا تھا۔ مگر جب کسیطرح سے نہین ملا تب مجبور ہوکر اشاعت کی آخری تدبیر کی اور اڈیٹر صاحب اصلاح کی خدمت مین ایک مطول فہرست بہیجی کہ علمائے فرنگی محل لکھنؤ و دیوبند و بنارس و دہلی و الہ آباد و کانپور وغیرہ وغیرہ کی خدمت مین ایک ایک پرچہ اصلاح کا جسمین مضمون مذکور ہے ارسال فرمائین مگر اسکا کوئی اثر نہوا اور جناب اڈیٹر صاحب اصلاح کا نوٹ اوسی استفتا کے نیچے اصلاح مین موجود ہے کہ تمامی علمائے اہلسنت مندرجہ فہرست کے نام ایک ایک پرچہ اصلاح کا بہیجدیا گیا اور جو کچھ وہ حضرات جواب عنایت فرمائینگے وہ بجنسہ اصلاح مین شایع کردیا جائیگا۔

مگر نہایت افسوس ہے کہ باوجود اسقدر کوششون اور امتداد زمانہ کے بھی ابتک وس استفتاء کا جواب کسی عالم صاحب نے صادر و شایع نہین فرمایا جس سے بقول اڈیٹر صاحب اصلاح افسوس کے ساتھ یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ واقعی مذہب اہلسنت و الجماعت اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے کیونکہ جہانتک مجھکو بھی علم ہے۔ اس مذہب مین تبرا بازی سخت مذموم و ممنوع ہے یہی کہ یزید ایسے فاسق پر بھی کف لسان کا حکم جاری ہے اور حضرات خلفائے ثلثہ پر تبرا کرنے والے تو خود دایرہ اسلام سے خارج کر دئیے جاتے ہین اور اونپر کفر کا فتوی صادر ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نفس رسول زوج بتول پر علانیہ تبرا بازیان اور سب و شتم بلکہ صاف صاف الفاظ مین آنحضرت کو

(معاذ اللہ) خلیفہ ناجائز رسولؐ شعبدہ باز۔ مکار۔ غدار۔ بنا ہوا مسلمان۔ قاتل اصحاب رسولؐ۔ مخرب اسلام۔ دیوث۔ کافر۔ وغیرہ وغیرہ بنایا جاتا ہے اور بعض سنی اخبار دن مین ایسے شرمناک مضامین کی اشاعت روز افزون ترقی کرتی جاتی ہے۔ لیکن مقدس علمائے اہلسنت کا اس طوفان بے تمیزی کے انسداد کیطرف خود توجہ کرنا تو درکنار استفتا کرنے پر اور مزید برآن اخبار مین شایع ہونے پر اور خاصکر وہ پرچہ اونکی خدمتونمین بھیجے پر بھی کچھ خیال نہین ہوتا کہ ایسے مضامین لکھنے یا شایع کرنے والونپر کوئی عالمانہ حکم صادر فرمائین۔

اس موقع پر مجھے جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدر آباد دکن کی ایک تحریر کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے جو اصلاح نمبر ۹ جلد ۱ صفحہ ۲۶ مین شایع ہوئی تھی۔ اور جسمین ممدوح المناقب نے ایسی گندہ دہن اور بدنام کنندہ قوم کا اسطرح فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ:۔

مین اپنا مسلک آپ پر ظاہر کئے دیتا ہون کہ مین اون سنیون سے نہایت بیزار ہون جو صرف نام کے سنی ہین اور درحقیقت خارجی و ناصبی ہین حضرات اہلبیت آئمہ اطہار کی نسبت جنکی غلامی ہمارے لئے فخر اور باعث سعادت و نجات آخرت ہے کلمات ناشائستہ زبانسے نکالتے ہین یا قید تحریر مین لاتے ہین۔ مثلاً تحفہ لکھنو کا یہ لکھنا کہ شیعون کے علی کی نسبت معاذ اللہ مین اوس کلمہ کو زبان سے نہین نکال سکتا۔ الخ

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب قبلہ کی نظر اقدس سے وہ استفتا نہین گذرا جسمین مین نے پورا حوالہ اوس اخبار النجم کا دیدیا ہے جسمین الفاظ متذکرہ بالا امام علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی شان مبارک مین بصراحت استعمال کئے گئے ہین۔ نہ کہ شیعون کے علی کی نسبت جو النجم کی روزمرہ مین داخل ہو گیا ہے۔ کہ اس تنی او عجیب الخلقت منطق کے ذریعہ سے ہزارون مغلظات گالیان آنحضرت کی شان اقدس مین استعمال فرمایا کرتے ہین۔ اور ہمکو خدا اور رسول سے بھی کچھ شرم نہین آتی۔ کہ قیامت قریب ہے اور خدا عالم الغیب ہے وہ اونکے بطون سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس عجیب

الخاندت تفریق کے دہوکہے مین وہ کیونکر آجاتیگا کہ شیعون کے علی دوسرے اور سنیون کے علی دوسرے ہین - لہذا شیعون کے علی پر معاذ اللہ تبرا جائز ہے جیسا کہ ایڈیٹر صاحب نے اپنے بے نظیر اخبار کے ذریعہ سے عام سنی جہلا کو گمراہ کر رکہا ہے - کاش وہ ۲ استفتا اور مضمون مندرجہ اصلاح یا وہ پرچہ النجم آپکی نظر اقدس سے گذر جاتا تو آپ اوس اخبار کے ایڈیٹر اور نامہ نگارون کی نسبت نہ معلوم کیسا ہر دلعزیز فتوی صادر فرماتے - مگر تعجب اور بالائے تعجب ہے اون حضرات علماء جلیل القدر اہلسنت پر جنکی خدمات مین وہ پرچہ اصلاح خاصکر بطور استفتا بہیجا گیا اور اونہون نے اوسپر بھی کوئی فتوی صادر نفرمایا - اگر یہی حال ہے تو اونکو باور کر لینا چاہیئے کہ آج علی مرتضی علیہ السلام کی شان مین اگر یہ الفاظ ہین تو کل رسول خدا صلعم کے لئے اور پرسون خدائے عز و جل کی شان مین اونکو اپنے ہی گروہ کی زبان سے سننے کے لئے بالکل طیار اور آمادہ ہو رہنا چاہیئے - ورنہ ایسے معمولی لوگون کی تنبیہ و تادیب کے لئے جو صرف روٹی کمانے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہین اور مذہب کی بدنامی اور بربادی کے باعث ہو رہے ہین اونکو علماء اعلام ایران سے سبق حاصل کر لینا کچھ کم نہین ہے - جو نہایت استقلال سے تحفظ مذہب اور قومی بہبودی کے لئے شاہنشاہ ایران ایسے جابر و قاہر بادشاہ کے مقابلہ مین اپنی عزیز جانین [illegible] اور [illegible] فتوے صادر کرنے مین [illegible] نہین کرتے - آپ حضرات کو کسی سے جنگ و قتال بہی کرنا نہین ہے صرف فتوی پر دستخط کر دینا ہے جو آپکا فرض ہے - اور جس سے آپکو کوئی نقصان ہی نہین پہونچ سکتا - مگر افسوس [illegible] ہمارے سنی بہائیو کا کیا حشر ہوگا جنکے ایک عالم باعمل [illegible] مولوی محمد عبد المجید صاحب قبلہ صاحب مسند افتا و اجتہاد اور دوسرے لیڈر قوم جناب منشی احتشام علی صاحب تعلقدار نے اوس کمیشن کی ممبری سے استعفا دیدیا جو بحکم و تجویز گورنمنٹ عالیہ لکہنو مین اصلاح بین الفریقین کے لئے قائم ہوئی تھی اور ریجائے اونکے مولوی عبد الشکور صاحب جو اسی اخبار النجم کے ایڈیٹر ہین جنکا ذکر خیر اوپر کیا گیا ہے

اور منشی نبی اللہ صاحب بیرسٹر ممبر منتخب کئے گئے جیسا کہ اخبار ایڈوکیٹ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۱۰ء میں شایع ہوا ہے۔

افسوس کہ اول الذکر دونو حضرات کے مستعفی ہونے اور آخر الذکر دونون اصحاب کے منتخب ہونے سے باہمی اصلاح کی تو بہت کم امید باقی رہی کیونکہ حسین مختار کے خوف سے اون واجب الاحترام اور صلح کل پالیسی بزرگوار دون نے تعمالیا استعفا داخل کردیا ہے اوسکا اثر جدید ممبر صاحب پر بھی پڑنے کا احتمال کچھ کم افسوس ناک نہین ہے اگر مسٹر ماشری اونہون نے استعفا نہیں داخل کیا تو ایڈیٹر صاحب النجم کے زیر اثر اور ہم خیال اونکو بھی غالبا رہنا پڑیگا - اور ایڈیٹر صاحب موصوف کے خیالات جب علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا کے نسبت اوپر ایسے عبرتناک ثابت کردے گئے ہین تو آنحضرت کے پارہ جگر امام مظلوم حضرت حسین علیہ السلام کے عزاداران سے وہ کیون صلح ہونے دینگے -

الغرض بوجوہات بالا اگر نواب وقار نواز جنگ کے فتوی سے مجھے کچھ تسکین نہ ہوگئی ہوتی تو مین معہ اپنے گروہ کے شیعہ ہونے کا اعلان اسک کب کا کرچکا ہوتا - لیکن چونکہ اون حضرات اہل التشیع کا جنہون نے نواب صاحب ممدوح کے علما اہلحدیث سے ہونیکا مجھکو یقین دلا کر میرے پہلے خیالات کو تازہ کردیا لہذا اب مین مکرر لطور اتمام حجت اوس استفتا کو عام طور پر علما حنفیہ کی خدمت مین بذریعہ اصلاح پیش کرکے حجت تمام کرتا ہون اگر اس مکرر اشاعت پر بھی وہی قدیم سکوت رہا تو بعد دو مہینہ کے مجھے معہ اپنی گروہ کے مذہب اثنا عشری اختیار کرنے مین کوئی عذر و حیلہ باقی نہ رہیگا اور یہ قطعی طور پر یقین کرلیا جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت مین اہلبیت طاہرین پر سب وشتم کرنا جائز بلکہ فرض ہے -

استفتا دیہ ہے

کیا فرماتے ہین علماء کرام و مفتیان عظام حضرات اہلسنت والجماعت حنفی المذہب

اس مسئلہ مین کہ جو شخص حضرت علی ابن ابیطالب کو علیہ السلام کو اپنے عقیدہ فاسدہ کی رو سے خاکش بدہان معاذ اللہ خلیفہ ناجائز رسول ۔ شعبدہ باز ۔ مکار ۔ عمدا اسکے پیاسا ہوا مسلمان ۔ دیوث ۔ مخرب اسلام ۔ قاتل اصحاب رسول ۔ اسلام کا بیخ کن کافر ۔ وغیرہ وغیرہ تصور کرتا ہو یا ایسا عقیدہ رکھنے اور اسکی ترجمہ جنب عیحمہ لص . . . اشاعت میں سرگرم ہو وہ دائرہ اسلام یا فرقہ اہلسنت سے خارج ہے یا نہین
بینوا

راقم چودھری قطب احمد خان حنفی
مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء

اصلاح مین پہلے ہی لکھ چکا ہون اور اب بھی لکھتا ہون کہ علمائے اہلسنت سے ممکن نہین کوئی جواب دے ۔ کیونکہ اسوقت ہندوستان مین بجز خارجیت و ناصبیت مذہب اہلسنت کا وجود نہین جو باطناً سنی ہین وہ ایسے دبے ہوئے ہین کہ اونہ . . . سکتے ۔ آجتک صرف دو شخص نظر آئے ایک جناب مولوی وحید الزمان صاحب . . . وقار نواز جنگ علماء اہلحدیث سے ۔ دوسرے مولوی حسن میان صاحب پھلواری حنفیون سے ۔ مگر نہ معلوم قوم کیا دباؤ پایا اگر اب یہ بھی خاموش ہین اخبار الفقہ بند ہی کر دیا گیا ۔ جو کوئی کلمہ حق کہ جاتا ۔ لہذا ان خوارج سے جو خوارج تہ وان سے بہرہ ہے ہین آپکو ایسے کیا امید ہے صدق دلسے کلمہ پڑھے اور اسلام لائے ۔ قد تبین الرشد من الغی ۔
(اڈیٹر)

سچی خدمتونکا مفید نتیجہ

جس کام کو انسان خلوص نیتی سے کرتا ہے وہ ضرور مفید ہوتا ہے جو خدمت سچی ہمدردی اور اصلی محبت سے ہوگی وہ ظاہر ہے کہ اعلی پیمانہ پر کارگر ہوگی ۔ ہمارے بزرگ فخر قوم مولانا فخر الحکما دام ظلہ العالی تیرہ چودہ برس سے جو قوم کی خدمت کر رہے ہین اور جس خلوص نیتی و سچی محبت سے خدمت کرتے ہیں

اس سے بھلا کون انکار کرسکتا ہے اوس بزرگ نے اپنی شیعین قوم کی خدمت کیلئے وقف کردیا مخالفین کے دانت کھٹے کر دیے دس بارہ برس قبل جو شوخی وگستاخی حضرات اہلسنت والجماعت آئمہ معصومین علیہم السلام سے کرتے تھے اب گویا کچھ بھی نہین ہے ورنہ آئمہ معصومین علیہم السلام و نعوذ جناب رسالتمآب کو گالیان دینا تو انکا شیوہ تھا اب بھی بعض حضرات اہلسنت کے یہان ایسے موجود ہین کہ جناب امیرالمومنین کے ساتھ وہ وہ گستاخیان کرتے ہین اور اون کے شیعون کا اس درجہ دل دکھاتے ہین اون کے بزرگون نے بھی اسقدر جناب رسالتمآب وامیرالمومنین کا دل نہ دکھایا ہوگا ان دشمنان اہلبیت کی اصلاح اصلاح والشمس کے ذریعہ سے ممکن نہین بلکہ آنحضرت کی اصلاح کوئی اور ہی کریگا جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے۔

اصلاح بابت ماہ رمضان المبارک مین دو **تنبیہ الواعظین** کے عنوان سے مولانا کے قلم سے مضمون نکلا ہے جو نہایت ہی مفید اور ضروری قابل عمل ہے ایسے مضمون کی ضرورت اور سخت ضرورت تھی جو جو ہدایتین کہ واعظین کو کین نہین اور قوم کو نصائح اور تنبیہ اون اون امرون سے جو اوس مین موجود ہین اسطرح سے کی ہین کہ اوسکا قوم پر واعظین پر خاص اثر پڑا مین قبل ذکر کرچکا ہون کہ جو کام السان خالص نیت سے کریگا وہ ضرور اچھا ہوگا مولانا نے اپنے اوس مضمون مین بہت سے امرون کیطرف توجہ فرمایا ہے اور تنبیہ کی ہے قوم کی نگروہ امرون پر خاص کر جلد اثر ہوا ہے اور وہ بھی لکھنؤ مین۔ مبارک ہو فخر الحکما کو یہ خوشی کہ اون کی تمنا پوری ہوئی وہ کون سے دونون امر ہین۔ یہ ہین۔ ماہ مبارک مین مسجد آصف الدولہ مین جناب قدوۃ العلما آقا مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد نے ایک روز شیعون کی نااتفاقی پر افسوس کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اسی نااتفاقی کے سبب ہمارے معابد خراب حالت مین ہے اصلی وجہ یہ ہے کہ جسکی مجد ہے یا امام بارہ اور وہ مفلس ہے بسبب ناداری کے نہین بنوا سکتا ہے

ہے تو وہ لوگ جو غنی ہین اور صاحب دولت ہین ہو سکتے ہین مگر افسوس صد
افسوس کہ ہم مین اتحاد و اتفاق نہین جسکے سبب ہماری عمارتین برباد ہو رہی ہین غیر
قومونکو ہمارے معابد پر رحم آتا ہے اور وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے ہین چنانچہ لکھنؤ مین
ایک جلسہ ہوا تھا اور کمشنر و ڈپٹی کمشنر صاحبان نے علما کو بھی طلب کیا تھا اور فرمایا کہ
"آپکے معابد مین ہم چندہ دینے کو تیار ہین" خیر الحمد للہ کہ لکھنؤ مین جابجا مختلف محلون
مین مسجدون کی مرمت ہو رہی ہے اور مومنین نہایت کوشش سے چندہ فرماکر مساجد
کی مرمت و درستگی مین کوشان ہین جناب شیخ جعفر حسین صاحب اشرف آبادی شرک
پھاٹک کے قریب والی مسجد کی مرمت کیلئے چندہ فرما رہے ہین اور عنقریب اوسکی درستگی ہوگی
اوس مسجد کی حالت بہت خراب تھی الحمد للہ کہ شیخ صاحب کو خدا نے اسکی توفیق دی
ٹاپے والی گلی مین جہم علی خان کی مسجد جو نہایت شکستہ تھی دسے میر صفدر حسین
صاحب چندہ آلسمہ سکر کے درست کرا رہے ہین ۔ الجھیت خان کی مسجد [illegible] مسجد
مین بھی کچھ مرمت کی ضرورت تھی اوسے محمد نواب صاحب [illegible] درست
کرا رہے ہین دیانت الدولہ کی کربلا کے قریب جو ایک مسجد تھی اسکی حالت بھی بہت
ہی خراب تھی مومنین اوسکے لئے بھی [illegible] اہتمام [illegible] فرماکر درستگی فرما رہے
ہین کشمیری محلہ ٹاکرے کے قریب والی مسجد کی [illegible] مرمت ہو رہی ہے غرضکہ اسیطرح
لکھنؤ کے بہت محلون مین جسقدر مسجدین ہین کہ شکستہ ہین مومنین چندہ سے اونکی درستگی
فرما رہے ہین خدا اونکو جزائے خیر دے۔

دوسرے عقد بیوگان اسکا بھی لکھنؤ مین و نیز دیہات مین خاص [illegible] کے سبب
اثر ہوا ہے اور بہت سی بیوؤن کی شادیان ہوئین ۔ مجکو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا
ہے مین اون حضرات کے نام بھی لکھتا جنہون نے اسکے متعلق کوشش کی ہے و بتادیا
لیکن ہین مگر چند وجوہ سے لکھنا مناسب نہین سمجھتا واقعی فخر الحکما کا خیال بہت
درست ہے کہ بیوؤن کے عقد سے عوام ناخوش ہوتے ہین اور جنے ایسا کیا ہے
رذیل سے تشبیہ دیتے ہین اور پیغمبر خدا کو ناخوش ۔ مگر حق حق ہی ہے کوشش کی

ضرورت ہے جہانتک ہو سکے ایسے مضامین مفیدہ سے قوم کو متنبہ کرنا چاہیئے اور عدم تعمیل سے دل شکستہ نہونا چاہیئے۔ دراحت حسین بھیکپوری۔

توسیع اشاعت اصلاح

اے میرے معزز ناظرین اصلاح میں آپکا گران بہا وقت کسی تمہید کے پڑھنے میں صرف کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس ناچیز کو اسقدر استعداد و قابلیت ہے کہ چکنے چپڑے الفاظ و عبارت آرائی سے اپنی طرف مخاطب کر سکوں اور نہ اس امر کا آرزومند ہوں کہ قومی اسٹیج پر ریفارمری کا کوئی ایکٹ ادا کروں۔ بلکہ نہایت ہی سادہ لفظوں میں اپنی قوم سے توسیع اشاعت اصلاح کی اپیل کرتا ہوں۔

اے برادران دینی و اے پیروان مذہب جعفری نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ وہ پرچہ جو اصلاح قوم کا ساعی مذہب حقہ امامیہ کا حامی مومنین کا ہوا خواہ ترقی قوم کا بدل و جان خواہاں اغیار کے حملوں کا روکنے والا گیارہ برس سے اپنے کار منصبی میں نہایت ہی تندہی و انہماک سے بدل و جان مصروف ہے اب مثل ایک چراغ سحری کے ٹمٹمار رہا ہے یا ایک مریض کے بالکل بستر مرگ پر دم توڑ رہا ہے جسکو معالج قریب قریب جواب دیچکا ہے یا کسی شاعر نے خاص اوسکی صورت کا فوٹو کھینچکر اس شعر میں موزون کر دیا ہے۔ شعر

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کی روئیے ۔۔۔ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

اے باہمیت قوم کیا تو اپنے اغیار کے اس جملہ کے سننے کا تحمل کر سکتی ہے کہ شیعوں کا یازدہ سالہ پرچہ اصلاح قوم کی عدم توجہی سے بند ہو گیا ہرگز نہیں ہرگز نہیں خداوہ روز بد نہ دکھائے کہ اغیار کچھ کہنے کا موقع پا سکیں۔

پھر کیوں اس قومی پرچہ کی ترقی مسدود ہے سیکڑوں ویلیو واپس ہو رہے ہیں جسکے باعث اڈیٹر کو مجبوراً پندرہ روزہ اشاعت سے ماہانہ اشاعت کر دینے کی

ضرورت محسوس ہوئی۔ اگر کہا جائے کہ اصلاح میں نقص آگیا اڈیٹر نے پالسی بدلدی مضامین پھیکے پڑ گئے۔ اغلب ہے کہ صدہا زمانہ شناس و اہل قلم افراد قوم ان امور کا نفی مین جواب دینے کے لئے ہمہ تن موجود پائے جائینگے۔ اور نہایت پرزور الفاظ مین اس اعتراضات کی تردید کرتے نظر آئینگے۔

اصلاح مین کچھ نقص ہے تو اسقدر کہ بروقت اشاعت پذیر نہین ہوتا۔ انصافاً غور کیجے کہ اصلاح نے جنم لیا تو کہان جہان مومنین اپنی ضروریات روزمرہ کے لئے متفکر نظر آتے ہون وہان اگر ایک دردبھرے دل نے قوم کے حالات سے متاثر ہو کر اصلاح قوم کا بیڑا اٹھایا تو وہ بزندگ کہانتک قابل مدح و قدح ہو سکتا ہے ایسے مقام پر اشاعت کے لئے کافی سرمایہ بڑی اسٹاف کے موجودگی ضروری ہے۔ سرمایہ کے لئے صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ قوم کے روبرو حقیر کو اس اپیل پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ونیز پندرہ روزہ دیدار اصلاح کے۔ اب مومنین ماہانہ زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ اسٹاف کا حال یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب کوئی عامل زبردست نہین کہ خیر موہون ہی کے ذریعہ مطبع کا کام چل جاتا ہو یہان تو وہی مثل ہے۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ انصاف پسند طبیعتین و اہل مطالع بخوبی اندازہ فرما سکتی ہین۔

پھر کیا سبب ہے کہ مومنین ایسے بیدل ہوئے کہ پندرہ روزہ اشاعت سے ماہانہ اشاعت تک نوبت آگئی۔ سیکڑون سرپرستون نے وی پی ویلو کا وطیرہ اختیار کر لیا سیکڑون حضرات عدم ادائیگی چندہ کا سبق پڑھکر فاضل بنگئے۔ اپنا تو اپنا دوسرون کا چندہ بھی بعض کو ہضم ہو گیا دکار تک نہ آئی۔ خدایا جلد بیڑا اقبال اصلاح کو خوشحالی سے مشرف کرکہ امراض قوم کے لئے وہ مسیحا ثابت ہو۔ ہماری قوم مین تین طبقے پر منقسم ہے۔ اول امرا دوم متوسطین سوم غربا۔ ہر سہ طبقات کے حالات یہ ہین۔

امرا مین بھی دو گروہ شامل مین اولاً قدیم وضع کے پابند امین علی العموم اخبار و رسائل بینی کا چندان مذاق نہین۔ ثانیاً جدید وضع کے شیدائی جنکو دوسرے الفاظ مین فیشن ایبل جنٹلمین کہنا غیر موزون نہوگا جو فنا فی الیورپ کے درجہ

تک ہو چکے ہیں جبکا صدہا روپیہ سوٹ وغیرہ کے بھینٹ چڑھنا فرض عین سمجھا گیا ہے اور جنکے دین و دنیا فراموش کرنے کے لئے بتان فرنگ کا سایہ کافی ہے۔

اب رہے متوسطین یہی وہ طبقہ ہے جسکو بعض درد دین سے متاثر ہو کر بہت کچھ کر گذرتے ہیں۔ خدا ان کو توفیقات دینی میں روز افزون ترقی یاب کرے۔ آمین

بیچارے غربا بوجہ ناداری کسی شمار و قطار میں نہیں۔

ہمارے تجربہ مجھے یہ کہنے میں ہرگز پس و پیش نہیں ہو سکتا کہ اگر بغور دیکھا جائے تو متوسطین حضرات ہی نوے فیصدی اصلاح میں دلچسپی کا پہلو لئے ہوئے نظر آئینگے اسلئے کہ یہ جب اپنی دنیاوی ضرورتوں سے فرصت پاتے ہیں کچھ دینی لذت بھی حاصل کرتے رہا۔ افسوس وہ حالت ہو گئی ہے کہ مشکل سے آمد و خرچ کی شکل نظر آتی ہے [illegible] ہے کہ صدہا ویلیوون کے واپسی کی نوبت آئی کیونکہ [illegible] اور وہ بھی [illegible] وہ روپیہ ایک آنہ کی رقم ملازم ڈاک کے حوالہ کرنا ان کے لئے [illegible] ہو۔ وہ روپیہ ایک آنہ سال کے حساب سے گیارہ پیسے ماہوار ہی ہوئے لیا پیسے کوئی ایسی [illegible] نہیں ہے کہ ہر متوسط الحیثیت کو ماہوار دینی گراں گذرے کاش یہی گیارہ پیسے ماہوار جمع کئے جاتے تو آخر سال پوری رقم ہو جاتی اور [illegible] ویلو کی نوبت نہ آتی۔

جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب مومنین اپنی خانگی ضروریات کے لئے روپیہ خوردہ کرائیں فی روپیہ ایک پیسہ علیحدہ رکھدیا کریں اور یہ خیال فرمائیں کہ یہ پیسہ بھاڑ میں گیا۔ ہر متوسط الحیثیت شیعہ کا ماہوار خرچ ضرور گیارہ روپیہ سے زاید ہوگا اس طریقہ سے نہایت ہی آسانی کے ساتھ ایک ایک پیسہ جمع ہوتے ہوئے آخر سال ایک معقول رقم پس انداز ہو جائیگی جو بروقت آنے ویلو اصلاح فوراً بلا جبر و اکراہ دیجا سکتی ہے۔ اور جن حضرات کو علاوہ اصلاح کے دیگر دینی پرچون مثل اثنا عشری، شیعہ وغیرہ وغیرہ کی سرپرستی منظور ہو وہ حضرات اپنی آمدنی کا لحاظ فرما کر ایک پیسہ یا دو پیسہ فی روپیہ علیحدہ کر دیا کریں میرے خیال میں

اس حساب سے آخر سال پر متوسط الحیثیت شیعہ کم سے کم دو تین پرچون کی مستقل خریداری کیلیے کافی اندوختہ جمع کرسکتا ہے اس طریقہ پر عمل کرنے سے اغلب ہے کہ کل دینی پرچے جنکی عدم اشاعت وناقدری کی شکایت پائی جاتی ہے جو مومنین کی اصلاح و فلاح ونیز مذہب اہلبیت کی حمایت مین اس ہند سے شایع ہو رہے ہین بخوبی اشاعت پذیر ہوکر دینی و دنیاوی امور مین بہت کچھ نفع بخش ثابت ہوسکتے ہین

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

حررہ الاحقر سید اصغر حسین نقوی محرر اول محکمہ افیون (پرتاب گڈہ)

مذہبی مناظرہ کو عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کئے جانیکا اصلی راز

گذشتہ اجلاس شیعہ کانفرنس سے پہلے اس نو ایجاد اصطلاح "عامیانہ مناظرہ" سے بہت کم لوگونکے کان آشنا ہونگے ۔ یہ اصطلاح اس نئی روشنی کے زمانہ ساز اور خود غرض مگر مہذب پارٹی کی طرف سے ایک خاص مذہبی گروہ کے لئے دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ وضع کی گئی تھی۔

مگر اس نو طرز اصطلاح کے دانا بینا واضعین اور مجوزین نے تہذیب الاخلاق کے پردہ مین جن خود غرضانہ مطالب کو پوشیدہ رکھنا چاہا تھا وہ مصداق "وہ سو پردون مین چھپین پر وا ہلین سے تعلّی" کا ہو ظاہر ومنکشف ہوئے بغیر نہ رہے اور جو صاف طور پر سے بتا گئے کہ اوسکا مفہوم ایک گہری پالیسی پر مبنی ہے جسکا فی الذہن مقصد مذہبی عنصر کو مذہبی فرقون اور خاصکر فرقہ شیعہ سے فرو کر دینا ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ایک عالمانہ اور قومی جلسہ مین مذہبی مناظرہ کے انسداد کا گندم نما رزولیوشن پیش کیا گیا۔

اس رزولیوشن پاس ہو جانے پر یہ توقع اونکی غلط یا بے محل نہ تھی کہ انسداد مناظرہ سے رفتہ رفتہ مذہب کیطرف سے مسلمانونکی دلچسپی اور مذہبی پابندی کا لازمی جوش کم ہوکر ویسی ہی کشیدگی اور بے تعلقی ورالمذہبی پیدا ہو جاویگی جیسی کہ اوسی نوخیز پارٹی کے ممبرون مین (جو علیگڈہ کالج کی مخصوص تربیت کے بد اثر مین ہیں) مذہب سے آزادی اور مطلق العنانی کی مثالین مشاہدہ کیجا رہی ہین - اور یہ کہ انجام کار

علماے مذہب کا اثر بھی فرقہ سے برطرف ہوجاتے تھے یہ امر چندان دشوار نہ ہوگا کہ وہ دانایان زمانہ اپنا
قومی لیڈر ہونا اوس فریب مین آئے ہوئے گروہ سے منوالین ۔

اسبات سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ علمی اور مذہبی مناظرہ جو نفس الامر مین نہایت صحیح
بلکہ انسانی زندگی کا اعلی ترین مقصد ہے اوس سے ایک عاقبت اندیش اور ذی تمیز انسان کو جبتک
کہ وہ مذہبی حدود کے اندر رہے کبھی مفر نہین بلکہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ کوئی قوم جب تک کہ وہ مذہبی پابند
تھی اور مذہبی دائرہ کے اندر رہکر اپنی زندگی بسر کرتی ہے وہ دنیا مین اپنے مذہبی عقیدہ کو بغیر وسیع مناظرہ کے اگر وہ
مناظرہ اپنے صحیح اصول پر نہو زیادہ عرصہ تک قائم نہین رکھ سکے جسقدر مذاہب دنیا مین پیدا ہوئے اور پیدا ہو
رہے ہین وہ سب اپنے دلائل اپنی حقیقت کی بابت (اگرچہ وہ عند التحقیق عقلا کے نزدیک صحیح اصول پر نہ اترین یا باطل ثابت
ہون) اپنے ساتھ لیکر آتے ہین بعض انمین سے وہ اپنے علم کلام کی تدوین کرکے سالک کی پرورش کرتے ہین ۔

یہ سمجھ لینا کہ محض کسی ایک مذہب کا قائل ہو جانا اور اوسکے احکام پر عمل کرنا بغیر اوسکی حقیقت پر غور
و فکر کرنے کے جسکا تعلق مناظرہ اور کلام سے ہے انسان کیلئے کافی ہوگا۔ ایک مجنونانہ خیال ہے مذہب حقیقت مین
ایک خاص شاہراہ کا نام ہے جسپر چلنے سے انسان اپنے روحانی اور جسمانی تقاضہ کو پورا کرنیکی امید رکھتا ہے لیکن دنیا مین
مختلف راہین اسی ایک مقصد کے حصول کیلئے پیدا اور رائج ہوگئی ہیں ۔ اون مختلف راہون مین سے ایک
صاف اور سیدہی اور بے خطر راہ کو تلاش کرنا ہر بنی نوع کا سب سے پہلا فرض ہے اور یہ امر بغیر مناظرہ تنگ و جستجو کے طے نہین ہو سکتا
مزید براں عقائد مین پختگی اور استحکام نہین ہوگا تاوقتیکہ وہ مسائل جنپر عمل کرنا مذہب لازمی اور
ضروری ٹھہراتا ہے اونکی سچائی اندرونی اور بیرونی دلائل کے ذریعہ سے پوری طور پر دلنشین نہو یا جو شکوک
ناواقفیت کے سبب سے قلوب مین پیدا ہون وہ مرتفع نہ کئے جائین ۔

کسی مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کرکے اوسکی حقیقت یا عدم حقیقت کو دریافت کرلینا ہی مناظرہ ہے
بالجملہ اس مسئلہ کی ضرورت ایک مذہبی آدمی کیلئے ایسی بدیہی اور روشن ضرورت ہے جسپر زیادہ
بحث کرنیکی حاجت نہین ہے لیکن مزید توضیح کیلئے مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب کی تحریر جو مصرف اکثر
عصر جدید بلکہ اونکے دوسرے ہمخیال مدعیان علم و تہذیب کیلئے قابل تقلید ہے کا اقتباس غیر مناسب اور فائدہ سے خالی نہوگا
وہ فرماتے ہین زیر بحث نظرے آزادانہ طور پر ضرور ہونے چاہئین بشرطیکہ تحقیق حق کی غرض سے ہون
تہذیب کے ساتھ ہون سینگ زنی سے ہون ۔ مکابرہ و مناقشہ کا پہلو لئے ہوئے نہون اور آپس مین تو تو مین مین

اور بدزبانی و دشنام کی نوبت نہ آئے جیسا کہ بدقسمتی سے آجکل اسلامی فرقوں کی حالت دیکھی جاتی ہے"۔ وطنی

"پس اسباب کی بڑی ضرورت ہے کہ متشککین کے اعتقاد کو پختہ بنایا جائے۔ کیونکہ اگر مذہبی اعتقادوں کو نکال دیا جائے یا کمزور رہ جائے تو نوع انسان ایک قالب بیجان کی مانند رہ جائیگی کیونکہ سوسائٹی (انسانی جماعت) کی جان مذہب ہی ہے۔ مذہبی عقیدہ کو جسقدر پختہ اور وسیع کیا جائیگا اسیقدر زیادہ خصائل میں قوت پختگی اور نیک نیتی میں استواری و پائیداری ہوگی۔ اسمیں شک نہیں کہ آجکل کا زمانہ جہانتک کہ مذہب نو واقف نوجوانوں کے اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے ایک سخت آزمائش کا زمانہ ہے۔ آجکل دنیا میں مذہبی مسائل پر آزادانہ بحثیں بکثرت ہوتی ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی کہتا ہے اسلئے نوعمر اور خام آدمی کو مذہب کی نسبت رائے قائم کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ غالباً اکثر اہل مذہب کو بھی یہ حالت دیکھ کر خوف اور اندیشہ پیدا ہوتا ہوگا مگر اسمیں کچھ کلام نہیں کہ مسائل زیر بحث میں بعض ایسے ضروری ہیں جنپر ہر شخص کو سنجیدہ طور پر غور کرنا لازم ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ ہم کسی شخص کو بحث و مباحثہ سے روک نہیں سکتے اور نہ اصل اسبابات کی ضرورت ہے بلکہ نہیں کسی خاص مسئلہ میں مختلف اشخاص کے خیالات سے واقفیت ہو کر طالبان حق پر حق منکشف ہوجاتا ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نکل آتا ہے"۔

"جو خیالات کسی شخص کے دل میں ہوں انکو صفائی اور نیک نیتی سے ظاہر کرنے کا مضائقہ نہیں بلکہ ضرور انکو ظاہر کرنا چاہیئے۔ متشککین کو راہ راست پر لانیکا یہی طریقہ ہے کہ انکے دلی جذبات پر روشنی ڈالی جائے اور خیالات فاسدہ کی اصلاح اسی طریقہ سے کیجائے جو فطرت انسانی کے موافق ہے اور قرآن مجید نے بتایا ہے نہ یہ جابیجا طریقہ سے جو بدقسمتی سے آجکل مسلمانوں میں رائج ہے جسکا نتیجہ بالعکس نکلتا ہے اگر متشککین کو اظہار خیالات کا موقع نہ دیا گیا اور انکو اندر ہی اندر گھونٹ دیا گیا تو وہ خیالات اندر ہی اندر انکو نہ معلوم کسطرح کھا جائینگے جسکا نتیجہ اور بھی خراب ہوگا۔ تذبذب شک اور بداعتقادی سے گذر کر اس سے بھی بدتر حالت یعنی لادینی اور دہریت تک نوبت پہونچ جائیگی"۔ (عصر جدید نمبر ۸ و ۹ بابت اگست و ستمبر)

مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب نے اپنے اس مضمون میں مناظرہ علمی کی ضرورت اور اسکے محاسن کو جس قابلیت متانت اور لطافت کیساتھ بیان کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تحسین ہے اور کوئی ذی عقل اور صحیح الحواس آدمی اسکی بدیہی اور بین خوبیوں اور فائدوں سے انکار کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا۔ لیکن فلسفہ مذہب کے تمام عواقب اور جوانب پر وسیع اور غائر نظر ڈالنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ مذہبی مناظرہ کا

روکنے اور بند کرنے اور متشککین کو اظہار خیالات کا موقع نہ دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مذہبی اعتقاد دلوں سے نکل جائینگے یا کمزور ہو کر بے دینی اور الحاد کو ترقی ہوگی اور نوع انسان ایک قالب بیجان کی مانند رہ جائیگی جسکی وجہ سے نہ صرف اونکی مذہبی زندگی کا خاتمہ ہوگا بلکہ سوشیل لائف بھی اونکے لئے ایک عذاب دردناک ثابت ہوگی۔

ایسی حالت میں مذہبی بحث و مباحثہ کو بیکار اور اوسکے نتائج کو مضر بتلا کر اوسکے انسداد کی کوشش کرنا اور اصطلاح انسان کی قدرتی آزادی کو روکنا ایک محب قوم یا خیرخواہ ملت اور ذی شعور انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ صلح کل پالیسی کے مدعی ہو کر مذہبی علمی مناظرہ کو جسکا اصل منشا دو مختلف یا متضاد خیالوں میں سے ایک کو حق اور دوسرے کو باطل ثابت کر دینا ہی بند کرنا چاہتے ہیں وہ ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جو اختلافات مذہبی باہم چند فرقوں کے پڑے ہوئے ہوں تا وقتیکہ وہ دور ہو کر خیالات ایک دوسرے کے متحد نہو جائیں سوشیل زندگی کا وہ لطف جو متحد الخیال افراد میں ہوتا ہے قائم نہیں رہ سکتا اس سے خواہ مخواہ یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اختلافات باہم گر مغائرت یا منافرت پر منتج ہوں یا انکی وجہ سے انسانی اور مجلسی ہمدردی اور محبت کا مادہ سلب ہو جاوے لیکن کم از کم باہمی اختلافات کا وجود ایک دوسرے کیلئے قابل افسوس کے ضرور رہیگا۔

انہیں اختلافات باہمی کو دبا دینے کیلئے بیشک یہ تدبیر صلح کل والونکی ایک خاص پالیسی پر مبنی ہے کہ اون اختلافات پر قاطبۃً بحث کو ترک کر دیا جاوے اور کسیکو دینی امور میں اظہار خیالات کا موقع نہ دیا جاوے لیکن ایسا کرنیکا نتیجہ اور بھی خراب ہوگا وہ تذبذب۔ شک۔ اور بد اعتقادی سے گذر کر اس سے بھی بدتر حالت یعنی مادیت اور دہریت تک نوبت پہونچ جائیگی "

(راے مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب)

بلاشبہہ ایسی ہی کوشش اور تربیت کا یہ نتیجہ ہے کہ اس زمانہ کے وہ لوگ جنکو فخریہ "تعلیم یافتہ" "تہذیب یافتہ" کے لقب دئے جاتے ہیں وہ مذہب سے روز بروز دور ہوتے جاتے ہیں اور مذہبی مضامین سے انکو دلی نفرت پیدا ہوتی جاتی ہے۔

یہ دوری اور تنفر مذہب کے نام سے اونکا اسقدر حد تک پہونچ گیا ہے کہ خواجہ غلام الثقلین اڈیٹر عصر جدید جو ملک میں صداقت اور خدا ترسی کیلئے خیالات اپنے کسی ذاتی منفعت یا شہرت کے خیال سے نہیں بلکہ قوم

کی سچی بہی خواہی اور ہمدردی کی نظر سے پہلانیکے متمنی ہین وہ صرف اس خوف سے کہ اونکے مقتدر رسالہ کے ناظرین بیشتر تعلیم یافتہ اور مہذب ہین اپنے رسالہ مین مذہبی آرٹیکل نکالنے سے مجبور رہتے ہین اور اتفاقاً کوئی مضمون مذہبی اگر شایع ہو جاتا ہے تو اونکو اپنے معزز ناظرین سے ناگوار معذرت کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔

اڈیٹر ممدوح اپنے قدر دانون اور تعلیم یافتہ گروہ پر اسطرح اپنا افسوس ظاہر کرتے ہین۔

"بعض حضرات اسبات پر معترض ہین کہ عصر جدید مین مذہبی مضامین بکثرت ہونے لگے ہین مین نہین سمجہتا کہ مدعیان تہذیب مین سے ایک خاصے بڑے گروہ کو مذہب سے اسقدر رکیون دوری ہے کہ اخلاق و تہذیب و معاشرت و خیالات کی اصلاح مین بھی وہ عقائد و مذہب یعنی خدا و رسول کی مدد سے کارہ ہین"

"علاوہ ازین یہ خیال بھی غلط ہے کہ ہمارے یہان مذہب کے متعلق زیادہ بحث ہوتی ہے"

"کیا لوگ یہ چاہتے ہین جسطرح افسران سررشتہ تعلیم نے جب گلستان اور بوستان کا انتخاب مدارس سرکاری کیلئے کیا تو خدا اور رسول و عقائد کا ذکر بالکل نکال دیا اسی طرح عصر جدید سب مذاہب و عقائد کو چھوڑ کر لامذہب ہو جاوے یا مذہب کا عنصر مسلمانون سے نکال دیا جاوے" (عصر جدید بابت اکتوبر ۱۹۱۰ء)

کچھ شبہہ نہین ہے کہ زمانہ حال کے تعلیم یافتہ مسلمانونکی دین و مذہب سے کشیدگی کا اور لامذہبی کی طرف رجحان کا روز بروز ترقی پر ہونا اوسی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ ہے جسمین ہندوستانی اور دہریہ کلچر سے تلافی مسئلہ حسن و قبح کو پرکھنے اور اسلام کی سچائیون اور خوبیون کو آزادانہ تحقیقات کے ذریعہ دریافت اور تلاش کرنے سے سختی کے ساتھ روکے گئے ہیں۔

انکو ایسی ہمک پیغمبر اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کو اور علم کو جو اسکے اصلی اور صحیح ماخذ سے حاصل کرنیکا موقع نہین دیا گیا۔ قرآن اور حامل قرآن کی وہ اسکی عظمت اور احترام کو عقلاً قبول کرنیکی تعلیم نہین دیگئی، اونکے روبرو مذہب ایک ایسی گرہ کن لباس مین لایا جاتا ہے کہ سب سے وہ خواہی نخواہی افضل المرسلین کی شان ارفع کو گھٹا کر ایک معمولی ریفارمر کی منزلت سے زیادہ عزت نہ دے سکین اور نجات ابدی کیلئے پیغمبر کی اتباع کو غیر ضروری سمجھکر مذہب کو محض رسم پرستی اور اوسکی پابندی کو ایک فعل عبث تصور کرنے لگین۔

اونکو عدالت اور خدا ترسی کے جیسے سبق پڑہائے جاتے ہین اونکا مختصر نمونہ یہ ہے۔

(ا) عصر جدید نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۹۰۸ء۔ "وہ نجات ابدی کی شرط اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے اِن آیتون سے نص قطعی ہو سکتی ہے بلکہ تو اِن آیتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نہونا نجات نہونیکے لیے مستلزم نہین ہوتا ہے دوسرے یہ کہنا کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تمکو دوست رکھیگا جو محمود ہے لیکن یہ نہین نکلتا ہے کہ اگر اتباع نہ کروگے تو نجات ابدی نہوگی اور اس اتباع کے نہونیکا سبب خدا کی محبت نہوگی"

(ب) "وہ فرض کیجیے کہ ایک شخص خدا کے ساتھ دلی محبت رکھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ بغض رکھتا ہے یا نہ بغض رکھتا ہے نہ محبت تو کیفیت دلی محبت خدائے تعالی کی جو اوسکے دل مین موجود ہے کس طرح ساقط ہو جائیگی"

(ج) "آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم الحدیث یعنی تم دنیوی امور کو تم مجھسے زیادہ جانتے ہو مطلب یہ ہے کہ اُنکے لئے مجھسے پوچھ کچھ کی ضرورت نہین۔ آنحضرت صلعم نے دنیا مین ہزارون کام کئے ہین مگر ہم پر اونکا اتباع ضروری نہین"

(د) عصر جدید نمبر ۷ بابت ۱۹۰۷ء۔ "محمد صلعم صرف رسول پیغامبر تھے نہ کہ خدا کے گہر کے پرائم منسٹر آپ نہ وزیر تھے نہ مشیر تھے نہ سفیر تھے نہ وکیل تھے"

(س) "اور اگر بحسب اقتضای بشریت آپنے اپنی جانب سے کوئی قیاس یا اجتہاد کیا ہے تو خدا تعالی نے اوسکو نہایت تنبیہ کے رد کر دیا ہے"

(ص) "وحی الہی کے سوا انبیاء و رسل علیہم السلام کا کچھ لکھنا آیہ مذکورہ کی رو سے سب القائی شیطانی ہو گیا"

(ط) "الفاظ قرآنی منزل من اللہ نہین ہین بلکہ وہ خود پیغمبر کی تصنیف کئے ہوئے ہیں"

(عصر جدید نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۰۷ء تا ٹائیٹل پیج)

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ نہایت مختصر نمونہ اوس تعلیم یافتہ گروہ کی تعلیم کا ہے جو مسلمانونکے مذہبی اور قومی لیڈر بننے کے خواہشمند ہین جو اپنے مقابلہ مین علی اور نخوت کے ساتھ دنیا کے تمام عقلا اور فضلا کو دیوانہ اور سفیہ اور مفسد اور آپنے آپکو مصلح اور قوم کے سچے بہی خواہ ہمدرد اور خیر اندیش اور نہین معلوم کیا کیا

بتاتے اور کوس لمن الملک بجاتے ہین جو مسلمانون کے روحانی پیشواؤن کے مقدس ناموں کے ساتھ
علاما اور قبلہ و کعبہ کے واجبی اور سزاوار القاب کو سنکر طیش مین آتے اور اپنے اور اپنے ... کو
مولوی اور مولانا اور بالفضل اولانا کہلوانا چاہتے ہین لیکن جانتے والے جانتے ہین او رخوب ...

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

لاکلام یہ وہی لوگ ہین جنکی نسبت خدائے علیم نے خبر دی ہے :-

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون

ایسے عامیانہ اور حقیرانہ خیالات جو اس مہذب کہلائے جانیوالے طبقہ کیطرف سے پیغمبر اسلام اور قرآن مجید
کی نسبت شائع ہو رہے ہین کیا انکے نشر سے ایک خدا ترس آدمی ایماناً اور انصافاً امید کر سکتا ہے کہ مسلمانون کے
عقائد دین اسلام پر اوس تعلیم کے بعد باقی رہ سکتے ہین ؟ حاشا و کلا ہرگز نہین۔

کیا کچھ تعجب ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو یہ بداندیش اور خود پرست لیڈر مسلمانون مین ایسے مخرب ایمان
خیالات کو شائع کرین اور دوسری طرف مذہبی مناظرہ کو جس سے خیالات ذمیمہ کی اصلاح او ر اوہام
باطلہ کی بیخکنی عقائد مین پختگی اور ایمان مین تروتازگی اور دوسرے بیشمار فوائد متصور ہین انتہائی مضرت
رسان اور برے نتیجہ پیدا کرا و نکو اس سے نفرت دلائی جاوے او ر روکا جاوے ... اور ان تدبیرون کے او ... بیشو ...
بعد بھی وہ اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم کی عظمت اور بزرگی کو اپنے دلون سے نکالکر مذہب سے
بمراحل دور نہو جاوین۔

ہمارے مہذب تعلیم یافتہ علمی اور مذہبی مناظرہ کی ضرورت اور استحسان کو سمجھنے سے قاصر تھے
وہ خوب جانتے تھے کہ ظاہر بظاہر اوس سے انکار نہین کیا جا سکتا اور صریح اوس سے انکار کرنا قرآنی تعلیم کو پشت
ڈالدینا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے انکے نصب العین یہ امر تھا کہ مناظرہ کا انسداد کسی ایسے طریقہ سے کیا جاوے
جس سے وہ بادی النظر مین مورد الزام نہ بن سکین اور انہین امید تھی کہ جب اسکا انسداد کلی طور پر ہو جائیگا
تو مذہب اور قومیت کا سچا جوش فرد ہو کر مذہبی طبقہ شدہ شدہ مجمع اسلامیہ کے حلقہ اثر اوسے نکلا اونکے ہاتھہ پر بیعت کرینگے
اسی غرض و غایت کو پیش نظر رکھکر انہون نے شیعہ کانفرنس مین یہ رزولیوشن پیش کیا۔ کہ
"دوس کانفرنس کو مذہبی عامیانہ مناظرات اور اشتعال آمیز تحریرونسے کوئی تعلق نہین ہے"

بیک ظاہر بین اور کوتاہ فہم انسان رزولیوشن کے اس قریب لفظونسے مغالطہ مین آکر یہ توہم کر سکتا ہے کہ اوسکا مطلب عالمیانہ اور اشتعال آمیز تحریرون کے انسداد سے نہ تھا کہ علمی اور مذہبی مناظرہ سے جیسا کہ محرکین رزولیوشن کی طرف سے معذرت پیش کی گئی ہے لیکن حقیقت مین ایسا خیال کرنا خصوص جبکہ اوسکے محرک اور مجوز اوسی تہذیب یافتہ پارٹی کے سرغنہ اور سربرآوردہ ہون جنکی مذہب کے متعلق پالیسی اور اسلامی عقائد کا مختصر نقشہ اوپر کھینچا گیا ہے اک سخت ترین غلطی ہوگی

"مناظرہ کے اصلی معنی یہ ہین کہ کسی مسئلہ کو اس نظر سے دیکھا جاوے کہ کونسا پہلو صحیح ہے اور کونسا غلط اور جونسا پہلو صحیح ثابت ہو اوسکو بلا تامل تسلیم کر لیا جاوے"

لیکن اگر اسکے برخلاف صرف یہ مقصود ہو کہ اپنے مد مقابل کو کسی نہ کسی طرح ہوہاٹ دہرمی یا جاہلانہ اور اشتعال آمیز جھگڑے اور فساد کے ساتھ مغلوب کیا جاوے تو ایسے طرز عمل کیلئے مجادلہ اور مکابرہ کے الفاظ معین ہین اور اوسکو عالمیانہ مناظرہ نہین کہا جاتا ہے۔ کسی لغت کے رو سے بھی مجادلہ اور مکابرہ کا مترادف عالمیانہ مناظرہ نہین مانا جاتا اور نہ جاہلانہ کج بحثیون کو کسی لٹریچر مین عالمیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایسی صورت مین اگر محرکین رزولیوشن کا مطلب آخر الذکر طرز عمل کے انسداد سے ہوتا تو ضرور وہ اس ایسے اختراعی غلط اصطلاح کو چھوڑ کر صحیح لفظ مجادلہ یا مکابرہ کا استعمال کر سکتے تھے۔ لیکن انہون نے ایسا نہین کیا اور اسی تعزیب سے [illegible] ... ہو سکتا ہے کہ اونکا اصل مطلب مذہبی مناظرہ کے انسداد ہی تھا کیونکہ ... فی بطن الشاعر کی وہان پر ضرورت نہ تھی۔

لیکن ان تمام باتون سے قطع نظر کرکے جب یہ دیکھا جاوے کہ اس سب گروہ مین جو اسے دبی زبان سے مناظرہ کی ضرورت اور ... اوسکے قواعد چند دلون سے اقرار کرنے لگا ہے علمی مناظرہ کے بارہ مین اوسکے اندرونی اور اصلی خیالات کیسے ہین اور آیا وہ دل سے بھی اوسکے جواز اور ضرورت کا قائل ہے تو وہ معذرت جو بعد رزولیوشن کی دارو گیر پر کیگئی ہے محض لفظی اور مصنوعی معلوم ہوگی۔

اگرچہ اسبات سے انکار نہین ہو سکتا کہ اس طبقہ کے بڑے واجب التعظیم لیڈر یعنی جنمین سرسید اور محسن الملک کا نام سب سے اول نمبر مین یکے بعد دیگرے لیا جاتا ہے انہون نے اکثر مناظرہ مین جسکو اشتعال آمیز ہونیکے الزام پر عالمیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا ہے کافی سے زیادہ حصہ لیا لیکن اوسی طبقہ کے

جن اہل سنت نے مذہبی مناظرہ کے مضمون پر بحث کی ہے انہون نے صاف صاف مناظرہ کو مضر کہکے اوسکے انسداد کی کوشش کی ہے جس سے اونکے دلی خیالات کا پتہ لگتا ہے اور یقین کرنا چاہیے کہ جو لوگ ہمارے درحقیقت اونہین کی تقلید کرنیوالے ہین۔

زمانہ حال کے لیڈران قوم مین شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی کا جو درجہ اس تہذیب یافتہ پارٹی مین قبول کیا گیا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ انہون نے جو ایک مضمون "مذہبی مناظرہ" کے متعلق عصر جدید مین نکالا تھا اوسکی یہ عبارت نہایت غور طلب ہے۔

"امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ مناظرہ سے چند ذمیمہ خصلتین جو اکثر علماء مین پیدا ہو جاتی ہین جیسے حسد، تکبر، کینہ، غیبت۔ خودپسندی، عیب جوئی، شماتت۔ نفاق، حق بات سے انکار۔ اور باطل پر اصرار وغیرہ وغیرہ۔ اور سفہا و جہلا مین اکثر گالی گلوج اور جوتی پیزار تک نوبت پہونچ جاتی ہے"

"بلاشبہ جیسی کہ احیاء العلوم مین تصریح کیگئی ہے مناظرہ کرنیوالون مین یہ اور اس قسم کے اور بہت سے رذائل مناظرہ کے متعارف طریقہ سے پیدا ہونے چاہیئین لیکن ہمارے نزدیک اگر مذہبی مناظرہ کے مضر نتیجے جو اوپر بیان کئے گئے صرف مناظرہ کرنیوالون ہی تک محدود رہتے اور اوسکی آنچ دور تک نہ پہونچتی تو چندان نقصان نہ تھا مگر افسوس یہ ہے کہ یہ نتائج اصل مناظرہ ہی تک محدود نہین رہتے بلکہ وبائی عام کیطرح تمام قوم مین پھیل جاتے ہین۔ قوم مین جدا جدا دھڑے اور فریق بندھ جاتے ہین ہر فریق دوسرے فریق کا دشمن ہو جاتا ہے اسی طرح تمام قوم مین پھوٹ اور نااتفاقی پھیل جاتی ہے"

"پس جو اہل علم اس مصیبت رسان سلسلہ کو چھیڑتے ہین درحقیقت ابنائے جنس کے اوس فطری مادہ کو مشتعل کرتے ہین جو ذرا سی اشتعالک سے بھڑک اوٹھتا ہے اور پھر کسی طرح بجھائے نہین بجھتا"

اسبات کے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ شمس العلما حالی نے جن مضرتون اور نقصانات سے قوم کو متنبہ کیا ہے وہ اونکے نزدیک "مذہبی مناظرہ" کے استعمال ہی سے منتج ہوتے ہین جو عنوان اونکے مضمونکا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ بے زبان اور خطرناک مناظرہ اونکے نزدیک اوسی طبقہ کا ہے جو "خواص علماء اور اہل علم" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور انہین کے مناظرہ کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ قوم مین دشمنی نااتفاقی اور اشتعال کا پھیلانے والا ہے۔

مناظرہ کے متعارف طریقہ کو چھوڑ کر خود نفس مناظرہ کے متعلق امام غزالی کی یہ رائے تائید اً صحیح دکہلائی گئی ہے کہ اوس سے نہایت کمینہ خصلتین پیدا ہوئی ہین۔

اسی جگہ سے ایک بڑے مسلم الثبوت قومی لیڈر کا اصلی منشا اور اوسکی خواہش ظاہر ہوتی ہے کہ وہ کلیۃً مناظرہ ہی کا سدباب کرنا چاہتے ہین اور جیسا کہ کانفرنس مین ایک شیعہ عالم نے اپنی تقریر مین بیان کیا تہا اوسکی تصدیق پورے طور پر ہوتی ہے۔

خواجہ الطاف حسین حالی کی اس رائے کے یہ معنی لینا کہ اُنہون نے ”اصل مناظرہ“ کو مذموم اور مضر قرار نہین دیا بلکہ اوسکے متعارف طریقہ کو پرزیان اور قبیح بتایا ہے ایک عامیانہ خیال ہوگا۔ اُنہون نے امام غزالی کی رائے مندرجہ احیاء العلوم کی فراخدلی کے ساتھ تائید کی ہے اور اسی اعتبار سے اوسکے متعارف اور جائز دونون طریقون کو ناپسند کیا ہے۔

آگے چلکر شمس العلماء نے اگرچہ اپنے محاکمہ مین دبی زبان سے مناظرہ کا اوسکے اصلی معنون کے لحاظ سے مفید ہونا قبول کیا ہے لیکن ایسے مناظرہ کی نسبت وہ خود لکھتے ہین کہ اوسکی مثالین اسلام کے قرآن اُترنے کے بعد بہت ہی کم سننے مین آئی ہین۔ گویا اونکے عندیہ مین اوسکا وجود ”النادر کالمعدوم“ کے موافق بمنزلہ عدم کے ہے۔ اسی وجہ سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مناظرہ کرنا ہی مضر ہے بیکار ہے بیسود ہے۔

یہ بالکل ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی پرانی وضع کا ملا کہے کہ ”انگریزی تعلیم حاصل کرنا فی نفسہ مفید تو ضرور ہے لیکن احمد خان نیچری نے جیسی انگریزی تعلیم اپنے مدرسہ مین جاری کرکے بے دینی اور الحاد کو پھیلایا ہے اوس وقت سے بہت کم سننے مین آتا ہے کہ کوئی مسلمان انگریزی تعلیم پاکر اسلامی عقائد پر مضبوطی کے ساتھ قایم رہا ہو لہذا انگریزی تعلیم دینا ہی مضر ہے بیکار ہے، بے سود ہے“۔

اسی مناظرہ کی مثال مین جو قابل ملامت سمجھا گیا ہے اور جسکو آجکل ”عامیانہ مناظرہ“ کا لقب دیا جاتا ہے شمس العلماء حالی نے تحفہ اثنا عشریہ کا نام لیکر اوسکو تمام قومی مفاسد اور تفرقہ اندازیون کا بانی اور بادی قرار دیا ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے گئے ہین وہ صحیح ہون یا غیر صحیح لیکن یہ امر مرجح ہے کہ شمس العلماء کے نزدیک یونتو قطعی طور پر مناظرہ اک مضر اور قابل ترک چیز ہے مگر سب سے زیادہ نامناسب اور ناروا وہ اوس مناظرہ کو سمجھتے ہین جو اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اختلافات

مذہبی پر کیا جاوے خواہ وہ کیسے ہی عنوان سے ہو۔

اسیطرح مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن نے جو ظاہرا اپنا وہی مسلک باور کرانا پسند کرتے ہین اپنی راے کو اسطرح ظاہر کیا ہے :۔

"ولیکن مناظرہ بہر حال مناظرہ ہی ہے جو خواہ کبھی سلامت روی سے کیا جاوے نزاع و اختلاف کو عموماً زیادہ شدید کرنے سے خالی نہین رہتا" (دیکھو کہ الفاروق ازالہ اکابر اشتہار دیتے ہین) ایسے خیالات کے ہوتے ہوئے جو اس مہذب طبقہ کے بڑے بڑے اہل الرائے اشخاص نے بعض اوقات مناظرہ کے متعلق ظاہر کیے ہین کیا کچھ شبہہ ہو سکتا ہے کہ شیعہ کانفرنس مین جو بعض مدعیان تہذیب نے مناظرہ رزولیشن پیش کیا تھا وہ مناظرہ کے انسداد کیلئے نہ تھا اور محض عامیانہ اشتعال آمیز جھگڑون کے متعلق تھا جو جہلا اور عوام الناس کی طرفسے ہوتے رہتے ہین ؟ نہین وہ صرف اسی واسطے پیش ہوا تھا کہ مذہبی مناظرات یکقلم بند ہو جاوین اور مذہبی اخلاقی مسائل پر کسی فریق کو موقع بحث کرنیکا نہ دیا جاوے۔ اور اسی غرض سے اوسکو عامیانہ مناظرہ سے تعبیر کیا گیا تھا۔

اگر مناظرہ محرکین رزولیشن کے نزدیک خصوصاً اس زمانہ آزادی مین نوع انسان کیلیے ایک ضرورہ اور اصلی مقصد ہے اور اوسکی ضرورت سے اونکو انکار نہین ہے تو مروجہ طریقہ کو ناکافی یا مضر سمجھنے کی حالت مین خود اونکا یہ فرض تھا کہ وہ اسبات کی تصریح کرتے کہ فلان عنوان اوسکا قابل اصلاح کے قابل ہے اور اس طریقہ سے ہونا چاہئے۔ اور مسائل سے قطع نظر کرکے صرف مسئلہ امامت و خلافت پر جو مابہ النزاع درمیان مسلمانون کے ہے اور جسپر فریقین کی طرفسے بحثین ہوتی رہتی ہین بہتر اصلی اور احسن طریقہ پر اوسکی بحث اپنی خداداد قابلیت سے لکھکر تمام مسلمانون کیلئے مہذبانہ مناظرہ کی خود ایک نظیر پیدا کرتے اور اسطرح مناظرہ کا صحیح مفہوم جس سے فریقین کے علماء اونکے نزدیک نابلد ہین دکھلا کر عامیانہ اور مہذبانہ مناظرہ کا فرق دکھلاتے۔ کیونکہ جو لیڈر کسی سبجکٹ یا مسئلہ مین ریفارم یا اصلاح کا مدعی ہو اوسکے عندیہ مین اگر مروجہ طریقہ اوس مسئلہ کا معیوب اور قابل اعتراض ہو تو اوسپر لازم ہے کہ وہ خود معیوب طریقہ مین ترمیم کرکے صحیح طور پر اوسکے اصلی مفہوم اور نوعیت کو دکھلا دے محض زبان سے اوسکو قابل تعریض بتلانے پر کفایت کرکے اوسکی درستی اور اصلاح کو دوسرون پر چھوڑ دینا ایک ریفارمر یا مصلح کا کام نہین ہو سکتا۔

لیکن وہاں تو مطلب یہی دوسرا تھا۔ مولف تحفۃ القلوب اشخاص کو بلا خوف لومۃ لائم کیونکر ایسی تجویز پیش کر
سکتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کفر سے بھی مخالفت نہو اور اسلام بھی باقی رہے۔ زبان سے کہتے ہیں کہ مناظرہ
ہو مگر نزاع و اختلاف بھی نہ ہو۔ یہ عجیب منطق ہے جسکو اڈیٹر وطن نے بھی ناحق تسلیم کیا ہے۔

درحقیقت اس سے بڑھکر کوئی مغالطہ نہیں ہوسکتا جو کہا جاتا ہے کہ ہم باہمی نزاع و اختلاف
کے مانع اور مخالف ہیں لیکن مناظرہ کے حامی ہیں اور دونوں میں لزوم کا بھی اقرار ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے جیسا کہ شمس العلما حالی نے اپنے مضمون میں صاف دلی قبول کیا ہے کہ ہندوستان کے
سنی شیعوں میں مذہبی مناظرہ کی ابتدا اہل سنت کیطرف سے ہوئی جبکہ اونکی تصانیف تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ شایع
کی گئیں

یہی وہ تصنیف ہے کہ جسکو ایک بڑا گروہ مسلمانوں کا بمنزلہ وحی آسمانی کے سمجھتا ہے اور زبان سے
ایک صاف دل طبقہ کو دہوکا دینے کیلئے کہا ہے اوس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا جاوے لیکن قلباً ضرور
ہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کے نزدیک اسکی وقعت اور عظمت ویسی ہی ہے جیسی کہ عوام الناس کو اپنے دلوں
میں رکھتے ہیں۔

اگر ایسا نہیں ہے تو کیا وہ مہربان ہمکو بتلا سکتے ہیں کہ تحفۂ اثنا عشریہ کو اسلامی اتحاد کیلئے مضرت
رسان اور تمام مفاسد کی علت غائی مان لینے کے باوجود رسالہ تہذیب الاخلاق میں جو مسلمانوں
کے دونوں فرقوں کی بہبود اور اصلاح کے خیالات کیلئے سر سید نے جاری کیا تھا اور جسکا قومی تفریق
سے پاک و صاف ہونا باعث کر دیا گیا تھا کیوں اوسکے اشتعال آمیز دو بابوں کا ترجمہ کر کے
تحفۂ حسن کے نام سے شایع کیا گیا؟

اگر یہ تعصب مذہبی کی روشن مثال نہیں ہے تو کیوں نہیں تصانیف احمدیہ کے سلسلہ میں تحفۂ حسن
کے ساتھ ساتھ تنزیہ اثنا عشریہ یا عبقات الانوار یا تشئید المطاعن کے کسی حصہ کا ترجمہ
شامل کیا گیا؟

علیگڈہ کالج کے بک ڈپو میں جو اشتعال آمیز اور منافی اتحاد قومی اور مخرب بنیان ہمدردی
کتابیں سر سید کی پالیسی اور تعلیم کے موافق نہونا چاہیے تہا۔ شبلی نعمانی کی اتفاق شکن تصنیف
الفاروق، جو اسی التحفۂ اثنا عشریہ کے مقصد کے مطابق ہے کیوں رکھی گئی حضور جیسکہ

ایک وہ جو مسلمانون کے لیے عمدہ لٹریچر کا ذخیرہ قومی کالج کے حدود مین جمع کرنیکی غرض سے قائم کیا گیا تھا ؟

اگر اس کتب خانہ سے محض ایک تجارت کا واسطے امداد کالج کے کہولنا منظور رہتا اور اوس سے اصلاح خیالات کا فائدہ مدنظر تھا تو کیا تجارت ایسی ہی اتفاق شکن کتابونسے اہالیان کالج کو کہولنا زیبا تھی ؟

اور اگر اسباب کا خیال ضروری نہ تھا اور کسی فریق کی دل آزاری کرنے سے سر سید اور نیز کالج کی پالیسی کی خلاف ورزی کرنا مقصود تھی تو کیا میر ولایت حسین بی۔ اے منیجر بک ڈپو اسکی کوئی وجہ بتلا سکینگے کہ الفاروق کا ریویو دو جلدونمین جو خود کالج کے ایک قدیمی معزز ٹرسٹی اور محب قوم کی تصنیف ہے اور رد الفرق کے نام سے مشہور ہے کیون نہین الفاروق کی طرح اوسکی جلدو سے کالج لائبریری کو زینت دی گئی اور بک ڈپو مین الفاروق کیساتھ الفرق کو بھی رکھا گیا ؟

ان تمام قابل غور واقعات اور حالات پر نظر ڈالنے سے شیعہ کانفرنس کے نامہربان دوستونکی ناحق کوشی اور فریب آمیز خود غرضی مین کوئی شبہہ باقی نہین رہتا اور اسی جگہ سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کانفرنس مین جو رزولیشن انسداد مناظرہ پاس نہین کیا گیا اور اوسکے اصلی محرکین نے اس عامیانہ کارروائی پر جو قوم کیطرف سے متفقہ طور پر ملامت کا اظہار ہوا وہ بالکل حق بجانب تھا -

العبد القاصر ابو الفاروق سید محمد عسکری امروہوی

التقریظات

لوامع التنزیل جلد چہاردہم

یہ کتاب جس پایہ کی ہے اوسکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ کلام الہی کی تفسیر ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہوگی -

مصنف اس کتاب کے دراصل جناب مستطاب ملا ابو القاسم شاہ صاحب لاہوری اعلی اللہ مقامہ تھے جنہونے بارہ جلدین اسکی تصنیف کین ہر پارہ مین ایک مجلد ضخیم تحریر فرمائی جسمین سے

جلد ۱ - ۲ - ۳ - ۶ - ۸ - ۹ جناب مرحوم کی حیات مین شایع ہوین - مگر افسوس کہ جلد ۴ - ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ابتک نہ شایع ہو سکین جس سے سلسلہ کتاب کا جاتا رہا اور افسوس کہ کتاب نامرتب رہی

عالیجناب شامخ الالقاب غرۂ محاسن اللیالی والایام قرۂ عین الاسلام مولوی سید علی صاحب حائری خلف الصدق جناب مرحوم کی ہمت قابل آفرین ہی کہ بعد وفات جناب مرحوم نہایت مستعدی اور جانفشانی سے سال گذشتہ جلد ۱۳ شایع کی جسمین صفحہ تک جناب مرحوم کا تصنیفی حصہ ہی اور باقی جناب مرحوم کے فرزند ارجمند مولوی سید علی صاحب حائری کا ہے ابھی جلد ۱۳ کی زیارت سے مومنین کو فراغت نہ ہوئی تھی کیونکہ نہایت ضخیم کتاب ہی کہ جلد ۱۴ ابھی شایع ہوئی جسکے نسبت مین کچھ نہین کہہ سکتا بجز اسکے کہ قدرت خدا کہون کیونکہ سال بھر مین ایسی تصنیف گران قدر کا شایع ہونا نظر بحالت موجودہ زمان اگر محال نہین تو مشکل ضرور ہے -

ہان ماشاء اللہ ہنوز جوان ہین بلکہ تازہ جوان ہین خون ہاشمی رگون مین بھرا ہوا ہی جو کچھ نہ کر گذرین کم ہی کیونکہ صرف یہی ایک مشغلہ نہین ہے - بلکہ اور تصنیفین ہین مسائل کا جواب دینا ہے مجالس ہین اعیاد ہین - حاجت روائے ناس بھی تو آپسے متعلق ہی - ان مشاغل کے ساتھ ایسی گران قدر تصنیف کا شایع ہونا محض قدرت خدا ہے -

اس کتاب مین یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ کل مفسرین کے اقوال لائے گئے ہین مگر افسوس کہ اصل عبارت سب کی کم لکھی گئی زیادہ تر ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ورنہ حجم کتاب اور بھی بڑھ جاتا - پھر ہر قول پر جرح کی گئی ہے مگر مختصر اور جو مطابق مذہب حق شیعہ اثنا عشری ہی اوسکی بخوبی تائید کی گئی ہے جس سے یہ کتاب جامع تفاسیر قرار پائی کہ کل اقوال اسمین موجود ہین - اسکے بعد پھر کسی تفسیر کی ضرورت نہین رہتی -

یہ کتاب زبان فارسی مین ہی مگر سلیس اور عام فہم فارسی ہر جلد کی قیمت بحساب سے ہے اور بہ استثناء جلد اول کل جلدین موجود ہین جو جناب آقا سید ابو الفضل صاحب سے بہ نشان مبارک حویلی لاہور مل سکتی ہین -

اس کتاب کی خوبی۔ اسکی تحقیقات ایسی نہین ہی کہ اس مختصر ریویو مین آسکے کیونکہ
کلام اللہ کی تفسیر ہے۔ اور تفسیر بھی ایسی کہ ہر پارہ کی تفسیر ایک مجلد ضخیم مین۔ پھر اوسکی
خوبیان کیا بیان ہو سکتی ہین۔

ہان مین یہ ضرور کہونگا کہ جسنے پہلی جلدین دیکھی ہین اور جناب علامہ سید ابوالقاسم
شاہ صاحب مرحوم کی تحقیقات سے مستفید ہوا ہی۔ وہی رنگ وہی تقریر وہی لب و
لہجہ وہی محاورہ ان جلدوں مین بھی پائیگا جس سے حدیث الولد سر لابیہ کی پوری
تصدیق ہو گی۔ فرق ہی تو اسقدر کہ پہلی جلدین جناب مرحوم کی آخر عمر کی تصنیفین ہین۔
یہ دو نو جلدین جناب ممدوح سلمہ اللہ کی ابتدائی تصنیفین ہین۔ جس سے جہان فاضل
مصنف کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہی وہان یہ بھی خوش آیند امید بندھتی ہی کہ آیندہ آپ کیا ہونگے
اور کسقدر ترقی کرینگے۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند کی تصدیق تو اسوقت ہو رہی ہے۔
خداوند عالم سے ہماری دعا ہے کہ اس کتاب مستطاب کو جلد تمام کرائے اور مع سابق
مجلدات کے جلد چھپوائے کہ یہ ایسی خدمت اسلام مین ہو رہی ہی کہ اسپر جہانتک فخر
کیا جائے کم ہے۔

واقعات انیس

یہ دوسری کتاب ہے سوانح عمری جناب میر انیس صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ مین جو جناب
مہدی حسن صاحب احسن کی مفید تصنیفات سے ہے۔ اسمین صرف سوانح عمری ہی میر صاحب
مرحوم کی نہین ہی۔ بلکہ جناب مولوی امجد علی صاحب اشہری کی حیات انیس پر
چند جا تنقید بھی کی ہے۔ کیونکہ واقعات انیس کا تعلق زیادہ تر خود میر صاحب مرحوم
کے خاندان سے ہے۔

حق یہ ہے کہ میر انیس صاحب مرحوم ایک ایسے شخص گذرے ہین کہ جسنے اونکو دیکھا ہے
اور اونکا پڑھنا سنا ہے وہ اون واقعات و حالات کو نہ حیات انیس مین پاتا ہی
نہ واقعات انیس مین۔ کیونکہ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔
مگر سوانح عمری کی غرض ہی یہ ہی کہ جسنے نہ دیکھا ہو وہ اس ذریعہ سے دیکھ لے اور سمجھ کہ

کس درجہ کے کامل تھے -

واقعات انیس کے دو حصہ کیے گئے ہین پہلے حصہ مین توزیادہ تر میر انیس صاحب مرحوم کے تاریخی حالات اور واقعات ہین جسمین لائق مصنف کی محنت قابل کمال تمجید ہے کہ ہر واقعہ کو ایک مستند واقعہ سے اخذ کیا ہی کہ ناقل یا راوی کا پتہ بھی لکھدیا ہے

دوسرے حصہ مین شاعرانہ تنقید ہی جو پہلے حصہ سے زیادہ لطیف ہی اس حصہ سے لائق مصنف کے خیالات اور دلی جذبات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ شاعری مین خود مصنف کا کیا پایہ ہے کیونکہ میر انیس صاحب مرحوم کے کلام سمجھنے کو بھی لیاقت درکار ہی عوام نہ سمجھ سکتے ہین نہ بتا سکتے ہین - مگر یہ بھی میر صاحب مرحوم کا کمال ہی کہ عوام بھی اوسیطرح جان دیتے ہین جسطرح خواص اسپر مرتے ہین -

جناب مفتی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ کو جو ولہ و شغف ممدوح سے تھا اوسکا اندازہ تو اوس قطعہ سی ہو سکتا ہے جو واقعات انیس مین درج ہین - مگر مجھے جن علماے اعلام لکھنو کی خدمت مین باریابی کا موقع ملا سبکی یہی کیفیت تھی کہ میر صاحب مرحوم کے کلام کے عاشق و دلدادہ تھی

واقعات انیس ۔ واقعًا ایک ایسی کتاب ہی کہ جس شخص کو کچھ بھی شاعری کا ذوق ہے یا میر انیس صاحب مرحوم کے کلام کا عاشق ہی - اسے حرز جان بنا کر رکھنا چاہیے کیونکہ واقعات بھی نہایت جانچ کر لکھے گئی ہین - اور تنقید بھی اعلی درجہ کی ہے - اسپر چھپائی لکھائی کاغذ بھی اعلی درجہ کا جو صفحہ ۲۴۴ پر تمام ہے اور قیمت عہ اوسکے مقابل مین کوئی چیز نہین - جناب سید محمد حسن صاحب احسن بخاری ٹولہ لکھنو سے طلب فرمایئن ہان افسوس ہے تو اسکا کہ اس کتاب مین نہ بسم للہ ہے نہ الحمد للہ جو شان کتب اسلام ہی غلطیون کی بھی تصحیح نہین ہوئی شاید خود مصنف کو اسکا موقع نہ ملا -

رودادجلسہ تقسیم انعام مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ بابت سنہ ۱۳۲۵ھ - ۸۶ صفحہ پر چھپکر شایع ہوگئی ہی جس سے اس مدرسہ کی کامیابی اور انجمن رضویہ کی ہمت ہزار گونہ قابل تعریف ہے - حق یہ ہی کہ جو کام خلوص نیت سی ہوتا ہے اوسکا اثر بھی بہت جلد نمایان ہوتا ہے - تصدیق کے لئے یہی سالانہ روئداد کافی ہے -

جسطرح شیعونکی مسجد و نیز جابجا اہلسنت قبضہ کر لیتے ہین اوسیطرح کچھ لوگون نے چاہا تھا کہ اس مدرسہ پر بھی اپنا قبضہ کرین۔ مگر شکر خدا کہ بانی مدرسہ جناب حاج الحرمین نواب سید الطاف حسین خانصاحب دام اقبالہ نے بہت جلد تصفیہ کر دیا کہ یہ مدرسہ دینی مدرسہ ہے جس سے وہ کھٹکا بہت جلد دور ہوگئی۔ مگر اسکے یہ مطلب نہین ہین کہ ہمکو انگریزی تعلیم کی ضرورت نہین ہے یا نہونا چاہیئے۔ نہین ہونا چاہیئے اور ضرور ہونا چاہیے مگر حفظ دین کیساتھ بقدر ضرورت۔ جناب نواب بادشاہ نواب صاحب کی یہ فیاضی بھی قابل قدر ہے کہ تین سو روپیہ سالانہ آمدنی کی جائداد اس مدرسہ کے لئے وقف کیا۔ قوم بیحد شکر گذار ہے اور رخوا بان زیادتی ہے کیونکہ جناب نواب بادشاہ نواب صاحب ہمدردی بھرا دل رکھتے ہین اور حشم بینا رکھتے ہین۔ انگریزی تعلیم کے لئے لوگ کیا کر رہے ہین۔ تعلیم دین کیلئے کتنی ضرورت ہے خود ظاہر ہے۔ جناب سید عزیز الرحمن صاحب رئیس مظفر پور رجسٹرار کونسنگہ راے کی یہ فیاضی کہ ایکسو اسی روپیہ کی جائداد اس مدرسہ کے لئے وقف کیا سب سے زیادہ قابل ستایش ہے خداوند عالم ان حضرات کی نیت و ہمت مین برکت عطا فرمائے۔

دین الحق غریب ہے بلکہ غریب الغربا جس سے ہو سکے کر لینا چاہیئے کہ پھر وقت ہاتھ آنیوالا نہین۔ ہمکو وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ جناب فخر الحکما دام ظلہ نے نواب بہادر حاجی سید ولایت علی خان بہادر مرحوم سے بعد رحلت جناب نواب سلطان مرحوم فرمایا تھا کہ جو مشاہرہ آپ سلطان صاحب مرحوم کو جیب خرچ کے لئے عنایت فرماتے تھے اوسی مشاہرہ سے ایک مدرسہ موسوم بہ سلطان المدارس جاری کیجیے کہ مرحوم کا نام بھی زندہ رہیگا اور ثواب بھی اسکا ملتا رہیگا۔ اور کتبخانہ اپنا بھی اسی مدرسہ کے ساتھ وقف کر دیجیے جسے آپ اکثر کہا کرتے ہین کہ سلطان صاحب مرحوم کے برابر ہمکو اسکی بھی محبت ہے۔ مگر ہائے جناب مرحوم کو اتنی مہلت نہ ملی کہ اس کار خیر کو انجام دیتے۔ اور اخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہ کتبخانہ رہا نہ وہ جائداد اب کورٹ اف وارڈس مین ہے۔

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے طلبہ کی تعداد بجمیع الوجوہ ۱۳۱ ہے جو غنیمت ہے اگرچہ مدارج اعلی مین تعداد کم ہے مگر یہ امر کسقدر افسوس ناک ہے کہ کمی سرمایہ سے غربا کو پورا وظیفہ

نہین مل سکتا جس سے بہت سی غربا محروم رہتے ہین - اور جنکو وظیفہ ملتا ہے وہ بہت کم مقدار مین جسکے وجہ سے نہ اونکا فقر زائل ہوتا ہے نہ عالی ہمتی آتی ہے -

مدرسین مین جناب حافظ حکیم مولوی سید فرمان علی صاحب مدرس اعلی مولوی سید غلام مصطفے صاحب مدرس طب مولوی سید الطاف حسین صاحب مولوی سید حیات علی صاحب دام اعزازہم سے تو مجھے ذاتی واقفیت ہی مدرسہ سلیمانیہ کی خوش قسمتی سے یہ لوگ ہاتھ آگئے ہین خدا انکے مساعی جمیلہ مین برکت عطا فرمائے کہ واقعا بہت کچھ قوم کی خدمت کر رہے ہین -

جناب نواب الطاف حسین خانصاحب دام اقبالہ پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے انکو انکی قدردانی کرین کہ ایسے ہمدردان کا ملنا اگر محال نہین تو مشکل ہے -

معاونین مدرسہ مین ۹۵ نام ہین اور رقم امدادی الماعہ للعہ ہے جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ سال آیندہ مین یہ رقم کم سے کم المضاعف ضرور ہو گی -

افسوس کہ اس رقم امدادی کے مشن واعظین کا حصہ صرف لعہ للعہ ہے جس سے پورے ماہانہ بھی نہین ہوتا حالانکہ یہ ایسا ضروری صیغہ ہے کہ آجکل دوسری قومین اسپر کیا کچھ نہ صرف کر رہی ہین -

جناب مولوی حیات علی صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ مشنری ہین اور اضلاع قریبہ مین دورہ کرتے ہین جسکی غرض ہدایت و وعظ ہے ۱۳۳۲ھ مین ضلع پلاموں مین آپنے دورہ کیا اور ابواب ہدایت کو مفتوح کیا - مگر رپوٹ کا یہ آخری حصہ نہایت جگر خراش ہے -

(۱) ضلع شاہ آباد کی مفصلہ ذیل بستیان سادات شیعہ کی تہین - آٹھ نو برس مین سب سنی ہوگئین چونکہ جہالت و غربت ہے اسوجہ سے ابتک نئے مذہب مین بہی پختہ نہین ہوئے ہین اگر جلد خبر لی جائے تو کیا عجب ہے کہ اپنے سابق مذہب پر واپس آجائین "

مینے اون بستیونکا نام عمداً نہین لیا ہے کہ جو قومین بیدار ہین وہ نہ چیڑہ دوڑین - لہذا اپنے برادران ایمانی سے ملتمس ہون کہ اگر اس مشن کی امداد فرمائی - تو ممکن ہی ہم بہی کامیاب ہون - اگر زیادہ نہین ہوسکتا تو عید الضحی کے قربانی کی کہال ہی سے امداد کرین ہر سال ہم

اس مدرسے لعے وصول ہوئے اور للعے خرچ ہوئے ہم امید کرتے ہین کہ اس سال مین
اس رقم پر اضافہ ہوگا اور مشنریوں کی تعداد مین بھی اضافہ ہوگا -
اگرچہ ضرورت تو اسکی ہے کہ یہ صیغہ خاص طور پر مستقل کیا جاوے اور اسمین پوری سرگرمی دکھائی
جائے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا اور ضروری صیغہ ہے -

آخر مین ہم جناب حاجی نواب الطاف حسین خانصاحب بانی مدرسہ و انجمن رضویہ
کی دعا پر اس ریویو کو ختم کرتے ہین اور تمام معاونین مدرسہ و صیغہ مشن کے لئے دعا کرتے ہین
کہ خدا انسبکی توفیقات کو زیادہ کرے کہ واقعا جو کام ہو رہا ہے بہت غنیمت ہے مگر یہ لحاظ
اسکے کہ شہر عظیم آباد مشرقی شیعوں کا صدر مقام ہے یہ ایک مدرسہ اور ایک انجمن رضویہ
بہت ہی ناکافی ہے اور ہرگز وہ ضرورتین اس سے نہین پوری ہو سکتین جسکی قوم کے لئے
ضرورت ہے -

روساء گذری - روساء گلزار باغ - روساء سنگی دالان - روساء کشمیری کوٹھی - روساء
مغلپورہ بفضل خدا اسقدر صاحب اقتدار ہین کہ ایسے ایسے کئی ایک مدرسہ قائم
کر سکتے ہین خصوصا گلزار باغ کی ریاست تو بفضل خدا بڑی وسیع ہے اور بہت کچھ کر سکتی
اسکے ساتھ اسکی بھی معذرت کرتا ہون کہ اس مدرسہ کا حق مجھسے ابتک نہ ادا ہو سکا

مدرسہ حسین آباد مبارک

یہ لکھنؤ کا شاہی مدرسہ ہے جو امام باڑہ آصف الدولہ مرحوم مین شاہی شان و عظمت سے قایم ہے
جناب مولانا السید محمد باقر صاحب مجتہد العصر و الزمان اسکے مدرس اعلی ہین اور جناب مولانا
سید عابد حسین صاحب اور جناب مولانا السید جعفر حسین صاحب دامت برکاتہم مدرس
ہین [illegible] اور [illegible] دوسو کو درکار ہین وہ سب یہان موجود
ن - امتحان مین طلبہ کی کامیابی بھی نہایت اعلی درجہ پر ہے خود لفٹنٹ گورنر بہادر
رونق افروز ہو کر اسکے عظمت کو بڑھاتے اور انعام تقسیم کرتے ہین -
افسوس مدرسین کی تعداد بہ لحاظ ضرورت اس مدرسہ کی بہت کم ہے ہم امید
تے ہین کہ متولیان وقف حسین آباد اس ضرورت پر نظر غائر کرینگے - کیونکہ جسقدر

یہ مدرسہ ضروری اور مفید ہے اوسیقدر توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر کم سے کم دو مدرس اور بڑھائے جائین تو نہایت مناسب ہے آیندہ نمبر مین ہم اس مدرسہ کے تفصیلی حالات پر بحث کرینگے انشاء اللہ

(اڈیٹر)

حی علیٰ خیر العمل

شہر جونپور مین مسجدین بکثرت ہین مگر باستثناء بعض مساجد جنمین ماہ صیام وغیرہ مین نماز جماعت ہوتی ہے باقی کل مساجد ویران پڑی ہوئی ہین بعض تو بالکل منہدم اور بعض قریب الانہدام اور بعض بالکل بے سقف و حائط ہین جسکے سبب سے بجائے مصلین اور نماز گذارونکے ثعالب وکلاب.........

یہ حالت دیکھکر آخر مومنین کو تاب ضبط نہ رہی اور جملہ مومنین خصوصاً غربائے مومنین اہل شہر نے اپنی ایک انجمن مسمی بہ انجمن حیدری خاص اسی غرض کی تکمیل کیلئے قائم کی ہے اور سب نے ملکر چندہ کرکے چند مساجد کی مرمت بھی کی ہے اور کرتے جاتے ہین لیکن افسوس کہ آمدنی قلیل اور کام بہت ہے اسوجہ سے اب وہ مومنین اپنے تمام برادران ایمانی و اخلاء روحانی سے امیدوار ہین کہ وہ اس امر خیر مین انکا ساتھ دین اور جو کچھ قلیل و کثیر چندہ سالانہ یا ششماہہ یا ماہانہ یا غیر مستقل ایک ہی دفعہ جسطرح سے کہ ممکن ہو عطا فرما کر انکشاف ثواب فرمائین۔

منی آڈر حسب ذیل ارسال فرمائین۔

جونپور۔ محلہ دریبہ شیخ علی حسین صاحب ممبر انجمن حیدری زاد اللہ توفیقاتہٗ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جہانتک جلد ممکن ہو اس امر خیر مین اعانت فرمائیے۔ واجرکم علی اللہ انہ لا یضیع اجر المحسنین۔

السید سجاد حسین جونپوری

اجلاس کمیشن تحقیقات شیعہ و سنی

گورنمنٹ نے جو رزولیوشن اس بارہ مین پاس کیا تھا۔ اصلاح نمبر ۱۰ مین شایع ہو چکا ہے۔ اجمالی کاروائی اسکی بھی نمبر ۱۱ مین شایع ہو چکی۔ ان دونوں تحریرونکی بنا انجمن کی تحریر پر تھی جسکا اڈیٹر بہ اخراج